محب و محبوبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوطالب

حضور ضیاءالامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

کی تحریر کی روشنی میں

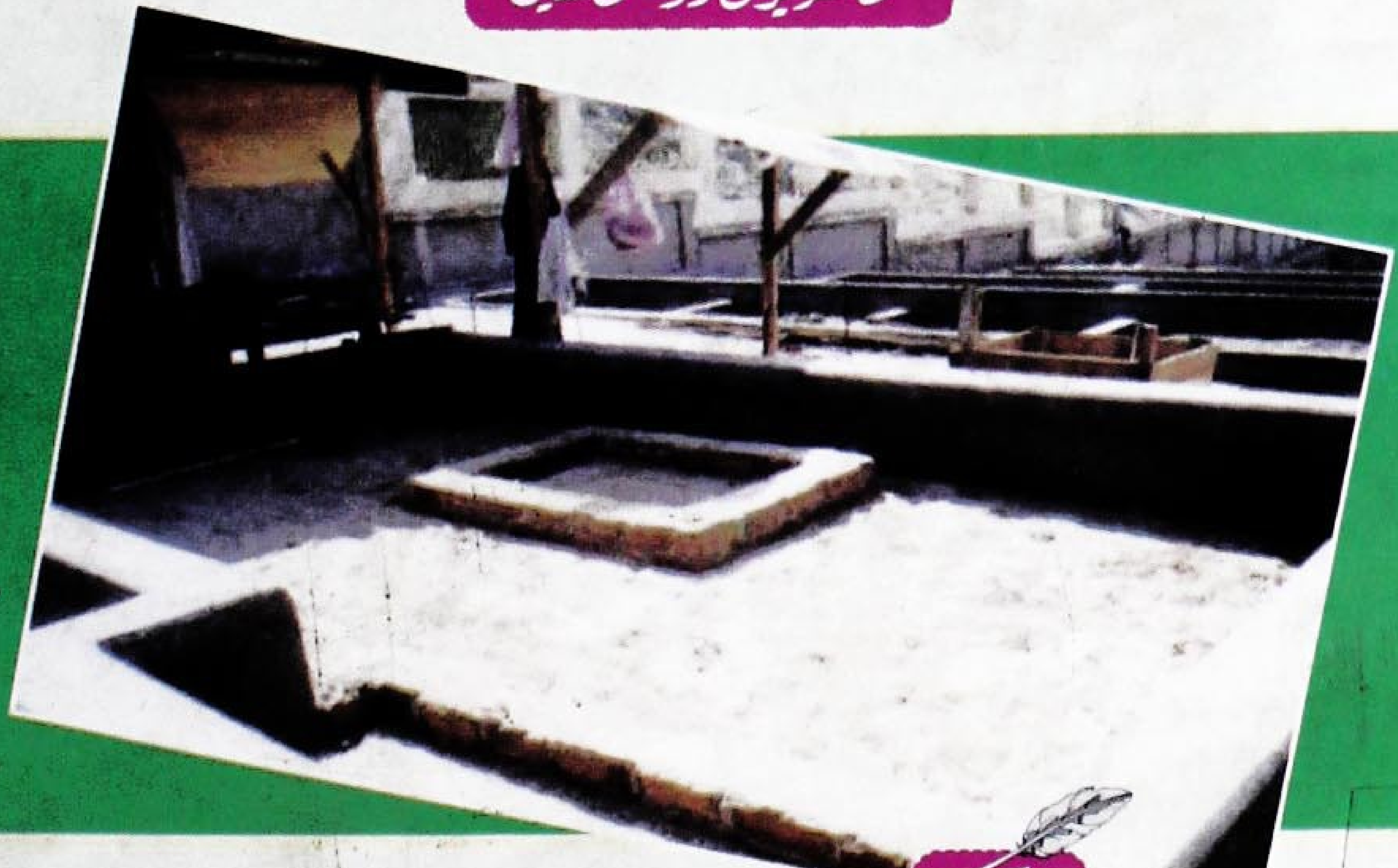

مرتب

غلام حسن ہاشمی

ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات

ایم او ایل فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

والذی نفس محمد بیدہ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

(قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں (مجھ) محمدؐ کی جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسے اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں)

محب و محبوبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوطالب

حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

کی تحریر کی روشنی میں

مرتب: غلام حسن ہاشمی

ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات

ایم او ایل فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

www.zaviapublishers.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2015ء

بار اول............1000

ہدیہ............250

ناشر............نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز
شوروم
ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
Email: zaviapublishers@gmail.com
042-37300642

صبح نور پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور	0423-7350476
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدرآباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بہاولپور	0301-7728754
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ باب الاسلام، فیضانِ مدینہ، حیدرآباد	0313-4812626
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز، پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ فریدیہ، ھانی سٹریٹ ساھیوال	040-4226812

Marfat.com

انتساب

پیارے والدین کے نام

کہ جنہوں نے میری پرورش، تربیت اور تعلیم کے ہمیشہ احسن انتظامات فرمائے اور جہاں حصولِ تعلیم کے سلسلے میں حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازھری جیسی ہستی کے گلستاں کا خوشہ چیں بنایا وہاں تزکیہ نفس کے لیے میرا ہاتھ مجددِ دوران، غوثِ زماں حضرت محبوبِ الٰہی سید علی حسینی سرکارؒ کے دستِ اقدس میں دے کر وارثِ علوم و فیوضِ پنجتن آلِ نبی ﷺ اور اولادِ علیؓ کی غلامی سے شرفیاب فرمایا آپ کے جانشین جگر گوشۂ حسینی مرشدِ عالی قدر حضرت پیر سیدنا طاہر حسینین سرکار اسدِ حسینی دامت برکاتہ العالیہ جو ہمہ وقت ہمارے عقائد و اعمال کی اصلاح کی فکر فرماتے اور ہمیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ھدایت کی روشنی بخشتے ہیں۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں التجا ہے کہ میرے والدین کو اور مجھے بروزِ حشر اپنے مرشد پاک کی اقتداء میں رسولِ پاک ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۵-۱۰-۲۰۱۵
مصنف ... ۲۰۵۵/۱

Marfat.com

منم بندۂ یزداں و فدائے مصطفیٰؐ ہستم
امامِ من مولا علی و خلفائے نبیؐ حب دارم
ہادیِ من محبوبِ الٰہی، ندارم غیر جز تو ام
غلام و خادمِ او ہستم، و فرماں بردارم

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
-1	نذرانہ عقیدت	11
-2	مقدمہ	17
-3	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ	20
-4	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہونا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو کب سے معلوم تھا؟	23
-5	حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ آغاز ہی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے معترف	42
-6	حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کا خطبہ دینا	48

Marfat.com

7-	حضور ﷺ کے اعلان نبوت کی خبر پر حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ریمارکس	50
8-	کفار کا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کو تبلیغ اسلام سے روکیں۔	51
9-	سرکار دو عالم ﷺ کی حفاظت کے لیے حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی قبیلہ کو متحد فرمانے کی کوشش	60
10-	حضور ﷺ کی جان کی حفاظت کی خاطر حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کا پرسکون زندگی کو خدا حافظ	67
11-	حضور نبی کریم ﷺ کا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر دینا	83
12-	حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کا سرکار ﷺ پر وحی الٰہی کا پختہ ایمان	86
13-	کون سی حقیقت؟	92
14-	حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کا عوام الناس کو حق کی حمایت کے لیے ابھارنا	93

Marfat.com

15-	صحیفہ کو پارہ پارہ کرنے کا واقعہ	98
16-	صحیفہ پھاڑنے والوں کو حضرت ابوطالب کا خراج تحسین	106
17-	کفار کی حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آخری میٹنگ	108
18-	قبول اسلام کا مطالبہ ٹھیک مطالبہ	113
19-	حضرت ابوطالب کی کلمہ طیبہ پر وفات	113
20-	حضرت ابوطالب کی سارے قریش کو وصیت	116
21-	اخفائے ایمان کی وجہ	119
22-	اخفائے ایمان حکمت الٰہیہ	124
23-	حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کفار مکہ کا انسانیت سوز رویہ	127
24-	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ما اسرع ما وجدت فقدك	132
25-	انصاف فرمائیے	133

Marfat.com

135	حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ بعد از وفات	-26
138	ایمان ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضور ضیاء الامت ؒ	-27
151	ملاحظہ فرمائیے	-28
156	خوارج کا طرز عمل	-29
159	احتیاط کا مقام	-30

❀❀❀

Marfat.com

نذرانہ عقیدت

از تاجدار گولڑہ پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

نذر محبوبِ ﷺ خدا جانِ ابو طالب ہے
ساری دنیا پہ یہ احسانِ ابوطالب ہے
اللہ اللہ عجب شانِ ابوطالب ہے
حرمِ کعبہ ادب دانِ ابوطالب ہے
مصحفِ روئے محمدؐ ہے نظر میں ہر دم
مرحبا' خوب یہ قرآنِ ابوطالب ہے
ان کی آغوش کی زینت ہیں علیؓ شیر خدا
نورِ احمدؐ تہ دامانِ ابوطالب ہے
احترام ان کا فرشتوں کی صفوں میں بھی ہوا
جس کو دیکھو وہ ثنا خوانِ ابوطالب ہے

Marfat.com

مرتضیٰؓ ہوں کہ ہوں سبطینؓ سبھی پیارے ہیں
ہر کرن شمعِ شبستانِ ابوطالب ہے
الفتِ پنجتن پاکؓ نے بخشا یہ شرف
آج کل دل مرا مہمانِ ابوطالب ہے
چشم بیدار ملی، معرفت آگاہ نظر
درسِ حق خطبۂ عرفانِ ابوطالب ہے
میں دل وجاں سے ہوں مداح ابوطالب کا
جو نفس ہے وہی قربانِ ابوطالب ہے
ہر گل تر پہ نچھاور ہیں فلک کے تارے
پر بہار ایسا گلستانِ ابوطالب ہے
قابل رشک ہیں انداز ابوطالب کے
حق کا عرفان ہی وجدانِ ابوطالب ہے
میں کہوں گا کہ ہے محروم بڑی نعمت سے
جو کوئی دستِ کش خوانِ ابوطالب ہے
بعد تحقیق احادیث و روایاتِ نصیر
میرا دل قائل ایمانِ ابوطالب ہے

Marfat.com

تقریظ

حضرت عظیم البرکت پیر سید محمد معصوم حسین شاہ نقوی صاحب
مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان (نیازی)

بِسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الحمد للہ ربّ العٰلمین والعاقبۃ للمتّقین والصّلاۃ والسّلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

زیرِ نظر کتاب ”محب ومحبوبِ مصطفیٰؐ حضرت ابو طالب“ دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی، حضرت ابو طالب کا محب ومحبوبِ مصطفیٰؐ ہونا روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، آپ نے تو ”حتّٰی اکون احبّ الیہ من وّالدہ وولدہ والنّاس اجمعین“ کے مصداق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز سے بڑھ کر چاہنے کی عظیم مثال قائم کی۔

آئیں ذرا اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا حضرت ابو طالب کفار کے مقابلے میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت بطورِ بھتیجا کر رہے تھے یا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کا برگزیدہ رسول سمجھ کر؟

اگر محض بھتیجے کی حفاظت مقصود ہوتی تو جنابِ ابو طالب اپنے بھتیجے سے کہتے کہ ''اے محمدؐ! وہ تمام معاملات جن کے سبب سارا معاشرہ تمہارا دشمن بن گیا ہے، قریش تمہارے قتل کے درپے ہیں، ترک کر دو، مجھے تمہاری جان عزیز ہے لہٰذا اپنی جان بچاؤ اور بس۔''

مگر اس کے برخلاف ہم دیکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے کارِ رسالت کی بات ارشاد فرمائی تو حضرت ابو طالب نے کہا:

اذھب یا ابن اخی وقل ما احببت فواللہ لا اسلمك لشئی ابدًا۔

''اے بھتیجے! آپ کا جو جی چاہے کہیئے، خدا کی قسم! میں آپ کو ان دشمنوں کے حوالے نہیں کروں گا۔''

اور پھر آپکا یہ شعر

واللہ لن یّصلوا الیك بجمعھم
حتّٰی اوسّد فی التّراب دفیناً

''بخدا یہ سارے مل کر بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک مجھے مٹی میں دفن نہ کر دیا جائے۔''

Marfat.com

اس سے ثابت ہوا کہ جنابِ ابوطالب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے سارے انتظامات یہ جان کر فرما رہے تھے کہ آپؑ رسولِ ربّ العٰلمین ہیں، خاتم النبیّین ہیں، جیسا کہ اس بات کا علم آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمسنی میں ہی بحیرٰی راہب سے ہوگیا تھا۔

وہ حضرت ابوطالب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر شعب ابی طالب کی محصوری کے زمانہ میں درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر جان بچاتے رہے، اور بھوک پیاس کی تکلیف سے جن کے بدن پر سوکھی ہوئی کھجوروں کی طرح جھریاں پڑگئی تھیں، آپ کے بارے میں آقا و مولا حضرت محبوبِ الٰہی سید علی حسینی سرکارؒ فرماتے ہیں:

"جو شخص بیالیس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وفادار رہا ہو، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر میں رکھا ہوا ہو، اور وہ ہمہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں ایسا کمر بستہ رہے کہ ہمیشہ کفار کے ہر داؤ کو بیکار کر کے رکھ دیتا ہو، اور وہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھایا کرتا ہو، پھر کہنا تو یوں چاہیئے کہ وہ سب سے بلند مرتبہ مسلمان تھے"۔

(کتاب "یادگار"، ناشر انجمن نورانی مجددی فیضِ حسینی لاہور، صفحہ ۱۶)

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمارے بچے علامہ غلام حسن ہاشمی کی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور تا دمِ زیست ان سے اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا والے کام لیتا رہے۔ آمین

و صلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و علیٰ
آلہ و اصحابہ اجمعین۔

پیر سید محمد معصوم حسین شاہ نقوی
مرکزی صدر جمعیتِ علمائے پاکستان (نیازی)

Marfat.com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العلمین ٥ والصلوۃ والسلام

علی حبیبہ محمد مّعدن الجود والکرم وعلیٰ

اھل بیتہ والہ الطیبین الطاھرین واصحابہ

واولیاء امتہ اجمعین ٥ اما بعد!

اللہ رب العزت کی جناب سے جب سردار انبیاء ورسل خاتم النبین رحمت اللعلمین محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم ارشاد ہوا:

يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ①	اے چادر لپیٹنے والے
قُمْ فَاَنْذِرْ ②	اٹھئے اور لوگوں کو ڈرائیے
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ③	اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے

تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے حبیب فوراً اپنے پاک پروردگار کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ کبھی اپنے ہاں کھانے کی دعوت کر کے اللہ تعالیٰ کا پیغام سنا رہے ہیں کبھی کوہ صفا پر جمع فرما کے قبول اسلام کی دعوت

Marfat.com

دے رہے ہیں۔ کبھی حرم کعبہ میں بتوں کے مخلوق ہونے کا اعلان فرمارہے ہیں کبھی مکہ کے بازاروں میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی خبر سنا کے لوگوں کو کلمہ طیبہ کی طرف بلارہے ہیں۔

عوام الناس تک حق کا پیغام پہنچتا گیا اور کسی نے اسے قبول کیا تو کسی نے ٹھکرادیا۔ نتیجتاً دو گروہ وجود میں آگئے جنہوں نے اس پیغام کو قبول کیا۔ ھادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا وہ اسلام کے سپاہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی بن گئے۔ اس گروہ میں ہمیں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن وقاص رضوان اللہ علیھم اجمعین نظر آتے ہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے قبول حق سے انکار کیا آقا کی دعوت کو ٹھکرایا وہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کے جانی دشمن بن گئے۔ اور پھر ان کی زندگیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جانثاروں پر ظلم ڈھانے اور دین اسلام کے خلاف سازشیں کرنے میں گزری۔

Marfat.com

اس گروہ میں ابوجہل، ابولہب، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، امیہ بن خلف، نضر بن حارث نمایاں ہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں حق کی آواز جب عمِ نبی مجتبیٰ ﷺ، والدِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، محب ومحبوب مصطفیٰ ﷺ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی سماعتوں تک پہنچی تو آپ نے مذکورہ دو جماعتوں میں سے کس جماعت کو اختیار کرنا پسند فرمایا۔

وہ جماعت جو آقائے دو جہاں ﷺ کی سپاہ اور حامی جماعت تھی یا وہ جماعت جو آپ ﷺ کے خلاف سازشیں کرنے والی، آپ ﷺ پر ظلم وستم ڈھانے والی اور آپ ﷺ کے قتل کی کوششیں کرنے والی جماعت تھی۔

اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور فیصلہ خود فرمائیے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن اور حضرت ابو طالب

محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی والدہ محترمہ کے شکم اطہر میں تھے کہ والد ماجد حضرت عبداللہ کا وصال ہو گیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب چھ برس تھی تو والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش دیکھ بھال نگہداشت قریش کے سردار آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے بہت پیار محبت سے فرمائی۔ دو سال بعد وہ بھی انتقال کر گئے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری حضرت ابو طالب کو سونپ گئے تو اس طرح آٹھ برس کی عمر میں ہی ہمارے آقا جناب ابو طالب کی پرورش میں پہنچ گئے تھے۔

حضور ضیاء الامت فرماتے ہیں:

"حضرت عبدالمطلب کی وصیت کے مطابق سرور عالم کی نگہداشت کی سعادت حضرت ابو طالب کے حصہ میں آئی۔ آپ کی مالی حالت اچھی نہ تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے خدمت گزاری کا حق ادا کر دیا آپ اپنے بچوں

Marfat.com

سے بھی زیادہ حضور سے پیار کرتے۔ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے رات کو سوتے تو حضور کو اپنے پہلو میں لٹاتے۔کھانے کا وقت ہوتا تو اس وقت تک دستر خوان نہ چنا جاتا جب تک حضور تشریف نہ لاتے۔اگر حضور موجود نہ ہوتے تو اپنے کسی بچے کو بھیجتے تا کہ حضور کو ڈھونڈ کر لے آئے حضور کے آنے کے بعد کھانا شروع کیا جاتا۔اپنے چچا کے دستر خوان پر جب شریک ہوتے تو اس کی برکتیں بھی ظہور پذیر ہوتیں۔اگر آپ کے بچے کبھی حضور کے بغیر کھانا کھاتے تو کھانا پورا نہ ہوتا اور بھوکے اٹھ آتے لیکن جب حضور تشریف فرما ہوتے تو سارے خوب سیر ہو کر کھاتے اور کھانا بھی بچ جاتا۔یہ دیکھ کر ابوطالب کہتے "انك لمبارك" اے میرے بیٹے! تو بڑا بابرکت ہے۔

عام بچے بیدار ہوتے تو ان کے بال بکھرے ہوئے' آنکھیں چپکی ہوئی' چہرے زردی مائل کملائے ہوئے ہوتے لیکن حضور جب صبح کو بیدار ہوتے تو ہشاش بشاش

Marfat.com

چہرہ' آئینہ کی طرح صاف ہوتا' آنکھیں سرمگیں اور موئے مبارک جیسے کسی نے تیل ڈال کر کنگھی کر دی ہو' ام ایمن کہتی ہیں کہ میں نے کبھی بچپن میں بھی عام بچوں کی طرح حضور کو بھوک کی شکایت کرتے نہیں سنا۔

حضرت ابو طالب کے بیٹھنے کے لئے گدا بچھایا جاتا تھا۔ حضور تشریف لے جاتے تو بے درنگ اس پر بیٹھ جاتے تو ابو طالب کہتے:

انك لَمُبَارِك۔

''میرے بھتیجے کا حال عظیم مستقبل کی غمازی کرتا ہے۔''

اسی زمانے میں عرب کے نامور قیافہ شناس گاہے بگاہے مکہ مکرمہ آیا کرتے اور جب بھی ان میں سے کوئی وہاں آتا تو لوگ اپنے بچوں کو ان کے پاس لے جاتے اور ان کے مستقبل کے بارے میں ان کی رائے معلوم کرتے اس قسم کے متعدد واقعات میں سے چند واقعات ہدیہ قارئین ہیں۔

بنی ازد کا ایک خاندان ''لہب'' ہے جو قیافہ شناسی میں بڑی

١٤١٤٢٥

Marfat.com

شہرت رکھتا تھا۔ اس کا ایک ماہر قیافہ شناس، جب کبھی مکہ مکرمہ آیا کرتا لوگ اپنے بچے اس کے پاس لے جاتے تاکہ ان کے مستقبل کے بارے میں اپنے علم قیافہ کی مدد سے انہیں کچھ بتائے ایک دفعہ جب وہ مکہ آیا تو حضرت ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی لے کر اسکے پاس گئے اس نے ایک مرتبہ دیکھا پھر وہ دوسرے بچوں کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ جب فارغ ہوا تو کہنے لگا ابھی ابھی میں نے ایک بچہ دیکھا تھا وہ کہاں ہے اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضرت ابو طالب نے جب حضور کے بارے میں اس کی شدید حرص کو دیکھا تو آپ نے حضور کو چھپا دیا۔ وہ بار بار اصرار کرتا وہ بچہ میرے پاس لاؤ۔ وہ بچہ مجھے دکھاؤ بخدا اس کی شان بڑی بلند ہو گی۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہونا حضرت ابو طالب کو کب سے معلوم تھا

یہ جاننے کے لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہونا حضرت ابو طالب کو کب سے معلوم تھا ہم ایک نظر ان واقعات پر ڈالتے ہیں جو حضور علیہ الصلوۃ

Marfat.com

والسلام کی ولادت باسعادت کے وقت رونما ہوئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جب اپنے بزرگوار سسر حضرت عبدالمطلب کے کاشانۂ اقدس میں رونق افروز ہوئیں سرکار دو عالم ﷺ کا نور حضرت عبداللہ کی جبین سعادت سے منتقل ہو کر آپ کے شکم طاہر میں قرار پذیر ہوا۔ لیکن یہاں بھی اس نور پاک کی شان نرالی تھی۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں:

ماشعرت انی حملت بی ولا وجدت له ثقلاً
کما تجد النساء الا انی انکرت رفع حیضتی
و اتانی ات و انا بین النائم و الیقظان وقال
ھل شعرت انك حملت فکانی اقول ما ادری
و قال انك حملت بسید ھذہ الامة ونبیھا
فذلك یوم الاثنین۔

"مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں۔ نہ مجھے کوئی بوجھ محسوس ہوا جو ان حالات میں دوسری عورتوں کو محسوس ہوتا ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہوا کہ میرے ایام ماہواری بند ہو گئے ہیں ایک روز میں خواب اور بیداری کے بین

Marfat.com

بین تھی کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے
پوچھا۔ آمنہ! تجھے علم ہوا ہے کہ تو حاملہ ہے۔ میں نے
جواب دیا نہیں۔ پھر اس نے بتایا تم حاملہ ہو اور تیرے
بطن میں اس امت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے
اور جس دن یہ واقعہ پیش آیا وہ سوموار کا دن تھا۔"

فرماتی ہیں کہ حمل کے ایام بڑے آرام سے گزرے جب وقت پورا ہو گیا تو وہی فرشتہ جس نے مجھے پہلے خوشخبری دی تھی وہ آیا اس نے آ کر مجھے کہا:

قولی اعیذہ باالواحد۔ من شر کل حاسد۔

ترجمہ: "یہ کہو کہ میں اللہ وحدہ سے اس کے لئے ہر حاسد کے شر
سے پناہ مانگتی ہوں۔"

حضور کی ولادت باسعادت سوموار کے روز بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔ بعض نے کہا ہے کہ ربیع الاول کی 2 تاریخ تھی اور بعض نے کہا کہ ربیع الاول کی دس تاریخ تھی۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں جس رات کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی میں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اٹھے یہاں تک کہ میں ان کو دیکھ رہی تھی۔ دوسری

Marfat.com

روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی حضرت آمنہ سے ایک نور نکلا جس نے سارے گھر کو بقعہ نور بنا دیا۔ ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ الشفاء رضی اللہ عنہا، جس کی قسمت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ بننے کی سعادت رقم تھی وہ کہتی ہیں کہ جب سیدہ آمنہ کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر سہارا اور میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی۔

رحمك ربك۔ تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے۔ قالت الشفا۔ شفا کہتی ہے:

فاضاء لی ما بین المشرق والمغرب حتی
نظرت الی بعض قصور الشام۔

''اس نور مجسم کے ظاہر ہونے سے میرے سامنے مشرق ومغرب میں روشنی پھیل گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات کو دیکھا۔''

حضرت شفا کہتی ہیں کہ جب میں لیٹ گئی تو اندھیرا چھا گیا اور مجھ پر رعب اور کپکپی طاری ہوگئی اور میرے دائیں جانب سے روشنی ہوئی تو میں نے کسی کہنے والے کو سنا وہ پوچھ رہا تھا:

Marfat.com

این ذھبت بہ۔ تم اس بچے کو لے کر کہاں گئے تھے۔

جواب ملا۔ میں انہیں لے کر مغرب کی طرف گیا تھا۔

پھر وہی اندھیرا وہی رعب اور وہی لرزا مجھ پر لوٹ آیا پھر میری بائیں طرف سے روشنی ہوئی میں نے سنا کوئی پوچھ رہا تھا تم اسے کدھر لے گئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا میں انہیں مشرق کی طرف لے گیا تھا۔ اب دوبارہ نہیں لے جاؤں گا۔ یہ بات میرے دل میں کھٹکتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے اور آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ کی ناف پہلے ہی کٹی ہوئی تھی۔ وھب بن زمعہ کی پھوپھی کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ نے حضرت عبدالمطلب کو اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیجا جب وہ خوشخبری سنانے والا پہنچا اس وقت آپ حطیم میں اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے مردوں کے درمیان تشریف فرما تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت آمنہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو آپ کی خوشی ومسرت کی حد نہ رہی۔ آپ حضرت آمنہ کے پاس آئے حضرت

Marfat.com

آمنہ نے ولادت کے وقت جو انوار و تجلیات دیکھی تھیں اور جو آوازیں سنی تھیں ان کے بارے میں عرض کی۔

عبدالمطلب حضور کو لے کر کعبہ شریف میں گئے وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور جو انعام اس نے فرمایا تھا اس کا شکریہ ادا کیا اور ابن واقد کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت عبدالمطب کی زبان پر فی البدیہ یہ اشعار جاری ہو گئے:

الحمد لله الذی اعطانی

هذا الغلام الطیب الاردان

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا۔"

قد ساد فی المهد علی الغلمان

اعیذه بالبیت ذی الارکان

"یہ اپنے پنگھوڑے میں سارے بچوں کا سردار ہے اور میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں۔"

حتی اراه بالغ البنیان

اعیذه من شر ذی شنان

Marfat.com

من حاسد مضطرب العیان

"یہاں تک کہ میں اس کو طاقتور اور توانا دیکھوں میں اس
کو ہر دشمن اور ہر حاسد۔ آنکھوں کے گھمانے والے کے
شر سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوئے تو آپ مختون تھے اور ناف کٹی ہوئی تھی۔ یہ معلوم کر کے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا: لیکونن لابنی شان کہ میرے اس بچے کی بہت بڑی شان ہوگی۔

شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا فرمائی ساٹھ سال آپ نے جہالت میں گزارے اور ساٹھ سال بحیثیت ایک سچے مومن کے آپ کو زندگی گزارنے کی مہلت دی گئی۔ آپ فرماتے ہیں:

میری عمر ابھی سات آٹھ سال تھی مجھ میں اتنی سمجھ بوجھ تھی کہ جو میں دیکھتا اور سنتا تھا وہ مجھے یاد رہتا تھا۔ ایک دن علی الصبح ایک اونچے ٹیلے پر یثرب میں ایک یہودی کو میں نے چیختے چلاتے ہوئے دیکھا وہ یہ اعلان کر رہا تھا:

یا معشر یہود فاجتمعوا الیہ۔

Marfat.com

اے گروہ یہود سب میرے پاس اکٹھے ہو جاؤ۔ وہ اس کا اعلان سن کر بھاگتے ہوئے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے پوچھا بتاؤ کیا بات ہے اس نے کہا:

طلع نجم احمد الذی ولد به فی هذه اللیلة ای الذی طلوعه علامة علی ولادته صلی الله علیه وسلم فی تلك اللیلة فی بعض الکتب القدیمة۔

"اس نے کہا کہ وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے اس شب کو طلوع ہونا تھا جو بعض کتب قدیمہ کے مطابق احمد (ﷺ) کی ولادت کی رات ہے۔"

کعب احبار کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی ولادت کے وقت سے آگاہ کیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو وہ نشانی بتا دی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک فلاں نام سے مشہور ہے جب اپنی جگہ سے حرکت کرے گا تو وہ وقت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا ہو گا اور یہ بات بنی اسرائیل میں ایسی عام تھی کہ علماء ایک دوسرے کو بتاتے تھے اور اپنی آنے والی نسلوں

Marfat.com

کو اس سے خبر دار کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں جو ولادت باسعادت کے وقت موجود تھے آپ نے کہا:

مکہ میں ایک یہودی سکونت پذیر تھا جب وہ رات آئی جس میں اللہ کے پیارے رسول کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس یہودی نے قریش کی ایک محفل میں جا کر پوچھا کہ اے قریش کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے قوم نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا اس یہودی نے کہا کہ میری بات خوب یاد کر لو اس رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلہ میں سے ہوگا اور اس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا لوگ یہ بات سن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہر شخص نے اپنے گھر والوں سے پوچھا انہیں بتایا گیا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے جس کو محمد کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ لوگوں نے یہودی کو آکر بتایا اس نے کہا مجھے لے چلو اور مجھے وہ مولود دکھاؤ چنانچہ وہ اسے لے کر حضرت آمنہ کے گھر آئے۔ انہوں نے حضرت آمنہ کو کہا کہ ہمیں اپنا فرزند دکھاؤ وہ بچے کو اٹھا کر ان کے پاس لے آئیں انہوں نے اس بچے کی پشت سے کپڑا ہٹایا وہ یہودی بالوں کے اس گچھے کو دیکھ کر غش کھا

Marfat.com

کر گر پڑا جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تھا تو اس نے بصد حسرت کہا کہ بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی۔ اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ مولود مسعود کی برکت سے مشرق و مغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا۔

اس قسم کی بے شمار روایات ہیں جن میں علماء اہل کتاب نے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشخبریاں دی ہیں۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں:

میں اس رات کعبہ میں تھا میں نے بتوں کو دیکھا کہ سب بت اپنی اپنی جگہ سے سربسجود سر کے بل گر پڑے ہیں اور دیوار کعبہ سے یہ آواز آ رہی ہے:

ولد المصطفیٰ والمختار الذی تھلك بیدہ الکفار ویطھر من عبادۃ الاصنام و یامر بعبادۃ الملك العلام۔

”مصطفیٰ اور مختار پیدا ہوا۔ اس کے ہاتھ سے کفار ہلاک ہوں گے۔ اور کعبہ بتوں کی عبادت سے پاک ہوگا اور وہ اللہ کی عبادت کا حکم دے گا جو حقیقی بادشاہ اور سب کچھ جاننے والا ہے۔“ (بحوالہ ضیاء النبی)

مذکورہ تمام روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب اور

Marfat.com

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے وقت ہی بتا دیا گیا تھا کہ یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں بلکہ "سید هذه الامة و نبيها" اس امت کا سردار اور نبی ہے۔

اور کئی دوسرے لوگوں نے بتائی گئی نشانیوں سے جان لیا کہ آپ مصطفی ومختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے حقیقی چچا حضرت ابوطالب کو سونپی تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام نبوت سے بھی ضرور آگاہ فرما دیا ہوگا کیونکہ جس طرح حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اپنے پیارے بھتیجے سے پیار، محبت، حفاظت اور عزت وتکریم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اس کی وجہ سوائے اس بات کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتی کہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ ہستی جس کی کفالت مجھے سونپی گئی ہے یہ خاتم النبیین ہے۔ یہ رسولوں کا سردار ہے۔ اور جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارکہ ابھی بارہ برس تھی تو بحیری راہب نے واضح طور پر حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بتا دیا تھا۔

هذا سيد العلمين، هذا رسول رب العلمين، هذا يبعثه الله رحمة للعلمين کہ یہ سید العلمین ہیں یہ رب العلمین کے رسول ہیں یہ وہ ہستی ہیں جنہیں اللہ رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔

Marfat.com

حضور ضیاء الامت اس واقعہ کو یوں قلمبند فرماتے ہیں:

''جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال کے قریب پہنچی تو حضرت ابو طالب نے اپنے تجارتی مقاصد کے لئے شام کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ علامہ ابن خلدون نے عمر کے بارے میں تیرہ سال اور سترہ سال کے دو قول لکھے ہیں۔

جب آپ روانہ ہونے لگے تو رحمت عالم نے اپنے چچا کے اونٹ کی نکیل پکڑی اور اصرار کیا کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے جائیں۔

مسك بزمام ناقة ابی طالب وقال یا عم الی من تکلنی لا أب لی ولا ام۔

''حضور نے آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور فرمایا اے میرے چچا! آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں میرا نہ باپ ہے اور نہ ماں۔''

چنانچہ ابو طالب آپ کو ساتھ لے جانے پر تیار ہو گئے اور آپ کو اپنی اونٹنی پر اپنے ساتھ سوار کر لیا کئی دنوں کی مسافت کے بعد جب قافلہ ''بُصری'' پہنچا تو وہاں عیسائی راہبوں کی ایک خانقاہ کے نواح میں شب بسری کے لئے قیام کیا۔ اس خانقاہ میں ایک عیسائی راہب عرصۂ دراز سے سکونت پذیر تھا۔

Marfat.com

اس کا نام برجیس تھا لیکن بحیریٰ کے نام سے مشہور تھا۔ بحیریٰ سریانی لفظ ہے اس کا معنی عبقری اور نابغہ ہے یعنی از حد دانشمند اور علامۂ روزگار۔

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو جو خصوصی علوم عطا کئے گئے تھے وہ نسلاً بعد نسل چلے آتے تھے اور اس زمانہ میں ان علوم کا امین یہی بحیریٰ راہب تھا۔ قریش کے تجارتی کارواں ہمیشہ اس راستہ سے گزرا کرتے تھے لیکن اس نے کبھی ان کی پروا نہیں کی تھی وہ ان سے گفتگو کرنے کا روادار بھی نہ تھا لیکن اس دفعہ جب یہ قافلہ اس کی وادی میں داخل ہوا تو اس نے اپنی خانقاہ سے دیکھا کہ ایک نوخیز بچے پر بادل کا ایک ٹکڑا سایہ فگن ہے وہ بچہ جدھر جاتا ہے بادل کا ٹکڑا اس کے ساتھ ساتھ جاتا ہے پھر اس نے اس امر کا بھی مشاہدہ کیا کہ جب یہ قافلہ ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ یہ بچہ جب وہاں پہنچا تو درخت کے سایہ میں کوئی جگہ نہ رہی تھی اس لئے مجمع سے باہر ہی وہ بچہ دھوپ میں بیٹھ گیا اور درخت نے فوراً جھک کر اپنا سایہ اس بچہ پر پھیلا دیا۔

بحیریٰ نے جب اپنی خانقاہ کے دریچہ سے یہ منظر دیکھا اسے خیال آیا کہ جس نبی صادق وامین کے ہم منتظر ہیں اور جس کی علامات ہماری کتب میں مرقوم ہیں کہیں یہ جوان وہی تو نہیں اسے قریب سے دیکھنا چاہیے تا کہ ان

Marfat.com

کی نشانیوں کے بارے میں پورا وثوق ہو جائے۔اس نے اس کے لئے یہی تجویز مناسب سمجھی کہ سارے قافلہ کی ضیافت کی جائے وہ نوجوان بھی آئے گا اسے قریب سے دیکھ کر دل کو مطمئن کرلوں گا چنانچہ خلاف معمول وہ اپنی خانقاہ سے نکل کران قافلہ والوں کے پاس آیا اور کہا کہ آج آپ کے قافلہ کے تمام افراد کو میں دعوت دیتا ہوں کہ آج ماحضر میرے ہاں تناول فرمائیں اس کے اس طرز عمل سے سارا قافلہ سراپا حیرت بنا ہوا تھا۔آخرایک شخص سے نہ رہا گیا اور اس نے پوچھ ہی لیا کہ اے بحیریٰ! آپ کے طرز عمل نے ہمیں حیران کر دیا ہے پہلے بھی ہم یہاں سے بارہا گزرے ہیں لیکن آپ نے ہماری طرف کبھی توجہ تک نہ کی۔اس دفعہ آپ خلاف معمول اپنی خانقاہ سے چل کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں کھانے کی دعوت دے کر ہماری عزت افزائی فرمائی۔آپ کے طریقہ کار میں یہ بین تفاوت کیوں۔بحیریٰ نے بات ٹالتے ہوئے کہا کہ بے شک آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن آخر کار آپ ہمارے مہمان ہیں اپنے مہمانوں کی عزت کرنا اور ان کی ضیافت کا شرف حاصل کرنا ہمارا فرض ہے جب مقررہ وقت آیا تو قافلے کے سارے افراد بحیریٰ کے ہاں گئے اس نے بڑے اہتمام سے ان کا خیر مقدم کیا لیکن جس جان عالم کے لئے وہ بڑی بے تابی سے اپنی آنکھیں فرش راہ کئے ہوئے تھا وہ کہیں نظر نہیں

Marfat.com

آ رہا تھا۔ اس نے پوچھا آپ میں سے کوئی رہ تو نہیں گیا انہوں نے بتایا کہ تمام لوگ آ گئے ہیں صرف ایک بچہ پیچھے رہ گیا ہے اسے ہم اپنے خیموں اور اونٹوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ آئے ہیں اس نے اصرار کیا کہ اسے بھی ضرور بلاؤ اس قافلے کا کوئی فرد چھوٹا ہو یا بڑا، غلام ہو یا آزاد پیچھے نہ رہے۔ چنانچہ آپ کے چچا حارث بن عبدالمطلب گئے اور حضور کو بلا کر لے گئے اس پیکر نور و سعادت کے آنے سے بحیریٰ کے دل بے قرار کو قرار آ گیا اور وہ حضور کو پہچاننے کے لئے ٹکٹکی باندھ کر رخ انور کو دیکھنے میں محو ہو گیا۔

جب قافلے والے کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے سب کو رخصت کر دیا اور خود حضور کے قریب آیا اور آزمانے کے لئے کہنے لگا:

اسئلك بحق الات والعزی الا ما اخبرتنی عما اسئلك عنه۔

"میں تم سے لات وعزیٰ کے حق کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ جس بارے میں میں آپ سے پوچھوں آپ مجھے اس کا جواب دیں۔"

اس نے حضور کو آزمانے کے لئے لات وعزیٰ کی قسم کھائی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

Marfat.com

لا تسئلنی بللات والعزی شَیئًافواللہ ما

ابغض شیاقط بغضھا۔

''مجھ سے لات عزیٰ کے واسطہ سے کوئی بات مت پوچھو

بخدا جتنی مجھے ان سے نفرت ہے اتنی اور کسی چیز سے نہیں۔''

بحیریٰ نے کہا

فباللہ الا ما اخبرتنی عما اسئلك عنه۔

''تو میں اللہ کے واسطہ سے عرض کرتا ہوں کہ جو میں آپ

سے پوچھوں اس کا جواب آپ مجھے مرحمت فرمائیں۔''

فقال له سلنی ما بدالك

حضور نے فرمایا:

''اب جو تمہارا جی چاہے پوچھو میں اس کا صحیح صحیح جواب

دوں گا۔''

وہ حضور سے آپ کی نیند و بیداری وغیرہ کی کیفیات کے بارے میں دریافت کرتا رہا۔ حضور جواب ارشاد فرماتے رہے۔ حضور جو حالات اسے بتاتے اس سے ان صفات کی تصدیق ہوتی جاتی تھی جو نبی آخرالزمان کے بارے میں اس کے پاس تھیں۔ آخر میں اس نے پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا

Marfat.com

وہاں اس نے خاتم نبوت کو بعینہ اس صورت میں دیکھا جو اس کے پاس تھی۔بے ساختہ اس نے جھک کر خاتم نبوۃ کو چوم لیا جن قافلہ والوں نے یہ منظر دیکھا وہ کہنے لگے کہ اس راہب کے دل میں محمد معصوم کی بڑی قدر ومنزلت ہے۔

جب بحیریٰ اس سے فارغ ہوا تو حضرت ابوطالب کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا:

ما هذا الغلام منك۔

"اس بچے کا آپ سے کیا رشتہ ہے۔آپ نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔"

بحیریٰ نے کہا

ما هو ابنك وما ينبغي لهذا الغلام ان يكون ابوه حيا۔

"یہ آپ کا بیٹا نہیں اور نہ اس کا باپ زندہ موجود ہو سکتا ہے۔"

حضرت ابوطالب نے کہا۔یہ میرا بھتیجا ہے۔

اس نے پوچھا ان کا باپ کہاں ہے۔

آپ نے فرمایا:"مات وامه حبلیٰ" کہ ان کا انتقال ہو گیا جب کہ ابھی یہ شکم مادر میں تھے۔

Marfat.com

اس نے کہا: اب آپ نے سچی بات کہی ہے پھر ان کی ماں کہاں ہے۔

آپ نے بتایا: تھوڑی مدت گزری وہ بھی انتقال کر گئی ہیں۔

پھر اس نے حضرت ابو طالب کو کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو لے کر وطن لوٹ جائیں اور یہودیوں سے ہر وقت ہوشیار رہیں اگر انہوں نے دیکھ لیا اور ان کو ان حالات کا علم ہو گیا جن کا مجھے علم ہوا ہے تو وہ انہیں ضرر پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے۔ آپ کے بھتیجے کی بڑی شان ہو گی یہ چیز ہماری کتابوں میں مکتوب ہے اور ہمیں اپنے آباؤ اجداد نے یہی بتایا ہے۔ دیکھو میں نے آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کا فرض ادا کر دیا انہیں جلدی اپنے وطن واپس لے جاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ بحیریٰ نے صراحتہً انہیں بتا دیا۔

هذا سيد العلمين هذا رسول رب العلمين
هذا يبعثه الله رحمة للعلمين۔

''یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا۔''

بعض روایات میں ہے کہ ابو طالب وہیں سے حضور کو لے کر واپس

Marfat.com

مکہ آ گئے لیکن دوسری روایت میں ہے آپ قافلہ کے ساتھ شام گئے جلدی جلدی کاروبار سے فراغت پا کر مکہ لوٹ گئے۔

فخرج به عمّه سريعاً حتّٰى اقدمه مكّة حين فرغ من تجارته بالشّام۔

"آپ کے چچا آپ کو لے کر وہاں سے جلدی نکلے شام پہنچے اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر آپ کو لے کر مکہ واپس آئے۔"

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابو بکر بھی اس قافلہ میں شریک تھے اور جب راہب نے تاکید کی کہ آپ کو فوراً اپنے وطن واپس بھیج دیا جائے تو حضرت ابو بکر آپ کو اپنے ہمراہ مکہ واپس لے آئے۔ لیکن حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس سفر میں حضرت ابو بکر شریک سفر نہ تھے اور نہ اس وقت ان کی عمر اتنی تھی کہ وہ حضور کو اپنی نگرانی میں مکہ واپس لے آتے۔ بلکہ ایک دوسرے سفر میں آپ حضور کے ہمرکاب تھے جو حضرت خدیجہ کے مال میں تجارت کی غرض سے ان کے غلام میسرہ کی معیت میں کیا گیا تھا۔ اس سفر میں بھی ایک راہب سے بُصرا کے مقام پر ملاقات ہوئی تھی لیکن وہ راہب بحیریٰ نہیں بلکہ اس کا نام "نسطورا" تھا۔

Marfat.com

بعض مورخین نے ان دونوں واقعات کو ایک واقعہ تصور کیا ہے اس لئے اس کے بیان کرنے میں خلط ملط ہو گیا ہے۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

حضرت ابو بکر صدیق رض کو بعثت نبوی سے کچھ عرصہ قبل ہی نسطورا راہب سے معلوم ہو گیا تھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا جانے والا ہے۔

جب کہ حضرت ابو طالب رض کو یہ خبر تب مل چکی تھی جب سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ابھی صرف بارہ سال تھی۔

حضرت ابو طالب رض آغاز ہی سے سرکار کی شان کے معترف

حضرت ابو طالب آغاز ہی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان کے معترف تھے اور اپنی مشکلات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب تعالیٰ کے حضور وسیلہ بناتے۔

اس ضمن میں حضور ضیا الامت یہ واقعہ نقل فرماتے ہیں:

"ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں مکہ گیا وہاں شدید قحط سالی تھی۔ عرصہ دراز سے بارش کی ایک بوند بھی نہیں ٹپکی تھی ایک شخص نے اہل

Marfat.com

مکہ کو کہا چلو لات وعزیٰ کے پاس۔ وہاں جا کر فریاد کرو۔ ایک اور بولا۔ منات کے پاس بھی چلو۔ اس وقت ایک شیخ نمودار ہوا جو بڑا خوش انداز اور خوبرو تھا۔ اس کی رائے بھی بہت صائب تھی اس نے کہا کہ تم مارے مارے بھٹکتے پھر رہے ہو۔ جب کہ تمہارے پاس ابراہیم واسماعیل کے خاندان کی یادگار موجود ہے لوگوں نے کہا۔ تمہارا مطلب یہ ہے کہ ابو طالب کے پاس جائیں۔ اس بزرگ نے کہا: بے شک! سب لوگ کھڑے ہو گئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا ہم نے جا کر ابو طالب کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ باہر نکلے۔ سب لوگ آپ کی طرف دوڑے عرض کی اے ابو طالب! قحط سالی نے وادی کو جلا کر رکھ دیا ہے بال بچے بھوک سے بلک رہے ہیں۔ تشریف لائیے اور بارش کی دعا مانگئے۔ حضرت ابو طالبؑ سب کے ہمراہ روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک نوخیز نوجوان بھی تھا (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) یوں معلوم ہوتا تھا کہ مہر درخشاں ابھی بادلوں کی اوٹ سے باہر نکلا

Marfat.com

ہو۔ حضور کے ارد گرد کئی آپ کے ہم عمر بھی تھے ابو طالب نے آپ کو پکڑا اور آپ کی پشت کعبہ کے ساتھ لگا دی' اس نوجوان نے سراپا عجز و نیاز بن کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آپ کے مبارک ہاتھ اٹھتے ہی جگہ جگہ سے بادل کی ٹکڑیاں نمودار ہونے لگیں اور چند لمحوں میں بادل امڈ کر آ گئے اور بارش برسنے لگی ایسی موسلا دھار بارش برسی کہ ساری وادیاں لبریز ہو گئیں۔ سارے میدان لبالب بھر گئے۔ کچھ عرصہ بعد ہر طرف سبز گھاس لہلہانے لگی مرجھائے ہوئے درخت سرسبز و شاداب ہو گئے۔

بعثت کے بعد جب کفار نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت پہنچانی شروع کی تو آپ نے اپنی قوم کو حضور کا وہ احسان یاد دلایا اس عظیم برکت کا ذکر کر کے انہیں ان اذیت رسانیوں سے باز آنے کی تلقین کرنے کے لیے ایک قصیدہ لکھا جس کے دو شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیے اور لطف اٹھائیے۔

Marfat.com

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامیٰ وعصمة للارامل

''ان کی رنگت سفید ہے ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ ہیں اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔''

یلوزبه الهلاك من ال هاشم
فهم عنده فی نعمة وفواضل

''خاندان ہاشم کے مسکین' ہلاک ہونے سے اس کے دامن کرم میں پناہ لیتے ہیں۔ پس وہ لوگ آپ کے پاس ہر قسم کے انعامات اور احسانات سے مالا مال کر دیئے جاتے ہیں۔''

بعض کا خیال ہے کہ یہ اشعار حضرت عبدالمطلب کے ہیں۔ آپ کے زمانے میں بھی اسی طرح شدید قحط پڑا تھا۔ آپ اپنی قوم کے ساتھ جبل ابی قبیس پر دعا مانگنے کے لئے گئے تھے حضور ﷺ کی کمسنی کا عالم تھا آپ نے اپنے اس نور نظر کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا حضور

Marfat.com

کے واسطہ سے دعا مانگی جو فوراً قبول ہوئی اس واقعہ سے انکار نہیں لیکن یہ اشعار حضرت ابوطالب کے ہیں کیونکہ بخاری شریف کی حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے عہد نبوت میں بھی ایک مرتبہ شدید قحط پڑا۔ ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ!

یا رسول اللہ! ھلکنا و ھلکت مواشینا۔

''خشک سالی کے باعث ہم بھی ہلاک ہو گئے اور ہمارے مویشی بھی ہلاک ہو گئے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اس سے بیشتر کہ دست مبارک نیچے آتے بارش شروع ہو گئی اور اس کی بوندیں ریش مبارک کو تر کر کے نیچے ٹپکنے لگیں۔ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی دوسرے جمعہ کو پھر اسی اعرابی نے یا کسی دوسرے بدو نے بارش کی کثرت سے ہلاک ہونے کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا اور بادل پھٹ گئے۔ بارش رک گئی۔

وضحك رسول الله ﷺ حتىٰ بدت نواجذه ثم

Marfat.com

قال لله درابي طالب لو كان حيا لقرت
عيناه من ينشدنا قوله۔

''حضور ہنس پڑے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی کون ہے جوان کا شعر سنائے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی:

كانك تريد قوله وابيض يستسقى الغمام
بوجهه الخ

''کیا حضور کی مراد آپ کے یہ اشعار ہیں؟''

حضور نے فرمایا

''بے شک۔''

اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ یہ اشعار حضرت ابوطالب کے ہیں۔'' (بحوالہ ضیاء النبی)

دوسرے لوگوں کو تو سرکار کی عظمتوں رفعتوں کا اندازہ بعثت نبوی کے بعد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا مقام ہے یہ بات حضرت ابوطالب حضورؐ کے بچپن ہی سے جانتے ہیں اسی لیے تو رب کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

Marfat.com

وسیلہ پیش فرما رہے ہیں۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کا خطبہ دینا

"جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو حضرت ابو طالب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے وکالت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ نے اس وقت ایک فصیح و بلیغ خطبہ نکاح ارشاد فرمایا:

الحمد لله الذی جلعنا من ذرية ابراهيم وزرع اسماعيل وَضِئضِيٍ معد وعنصر مضر، وجعلنا حصنة بيته واسوّس حرمه وجعل لنا بيتا محجوجاً وحرماً امنا وجعلنا الحكام على الناس ثم ان ابن اخی هذا محمد ابن عبدالله (ﷺ) لا يؤزن برجل الا رجح به وان كان فی المال قلا وان المال ظِل زائل وامر حائل ومحمد (ﷺ) من قد عرفتم قرابته وقد خطب خديجة بنت خويلد۔

Marfat.com

وقد بذل لها من الصداق ما اجله وعاجله اثنتا عشرة اوقية ذهباً ونشاء وهو والله بعد هذا له نباء عظيم وخطر جليل"

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم کی اولاد سے حضرت اسماعیل کی کھیتی سے معد کی نسل سے اور مضر کے اصل سے پیدا فرمایا۔ نیز ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا۔ ہمیں ایک ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا جہاں امن میسر آتا ہے۔ نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا۔

حمد کے بعد میرا یہ بھتیجا جس کا نام محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اس کا دنیا کے جس بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ موازنہ کیا جائے گا اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا مال تو ایک ڈھلنے والا سایہ ہے اور بدل جانے والی چیز ہے۔ اور محمد (ﷺ) جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو اس نے خدیجہ بنت خویلد کا رشتہ طلب کیا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مقرر کیا ہے۔ اور بخدا مستقبل

Marfat.com

میں اس کی شان بہت بلند ہو گی اس کی قدرومنزلت بہت جلیل ہو گی۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

حضور کے اعلان نبوت کی خبر پر حضرت ابوطالب کے ریمارکس

سوموار والے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ منگل والے دن حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوطالبؓ نے اپنے فرزند علی کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کی بابت استفسار فرمایا۔ مولیٰ علی کے اپنے والد محترم کے جواب میں حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ سیرت نبویہ ابن ہشام کی یہ عبارت ذکر کرتے ہیں:

"یا ابت امنت باللّٰه و برسول اللّٰه وصدّقت بما جاء به و صلّیت معه للّٰه واتّبعته قال له امّا انّه لم یدعك الّا الی خیر فالزمه۔

"اے میرے باپ! میں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں اور جو دین لے کر یہ آئے ہیں اس کی میں نے تصدیق کی ہے اور آپ کی معیت میں اللہ کے

Marfat.com

لئے نماز پڑھی ہے اور آپ کی پیروی کی ہے۔ حضرت ابو طالب نے فرمایا اے علی! انہوں نے تمہیں خیر کی طرف بلایا ہے ان کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہنا۔"

(بحوالہ ضیاء النبی)

حضرت ابو طالب نے دعوت دین کو دعوت الی الخیر فرمایا اور اپنی اولاد کو حضور کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنے کا حکم فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دوسرے فرزند حضرت جعفر بن ابی طالب بہو حضرت اسما بنت عمیس اور زوجہ محترمہ بھی سرکار دو عالم ﷺ پر ایمان لائیں۔

کفار کا حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کو تبلیغ اسلام سے روکیں

حضور ضیاء الامت کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

"جب کفار مکہ نے دیکھا کہ اب نبی کریم ﷺ نے برملا اپنے دین کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا ہے آہستہ آہستہ مختلف قبائل کی اہم شخصیتیں اس نئی دعوت سے متاثر ہو رہی ہیں اور اس کو قبول کر رہی ہیں تو انہوں نے سوچا کہ

Marfat.com

اگر نئی تحریک کو روکنے کے لئے انہوں نے کوئی موثر اور بروقت قدم نہ اٹھایا تو سارا معاشرہ ایک ہمہ گیر انقلاب کی زد میں آ جائے گا۔ ان کے معبودوں کے تخت اوندھے کر دیئے جائیں گے ان کی پوجا پاٹ کے لئے ان کے استھانوں پر دور ونزدیک سے آنے والے پجاریوں کی نہ یہ ریل پیل رہے گی نہ نذرانوں کے انبار لگیں گے' ان کی مذہبی چودھراٹ کا بھی جنازہ نکل جائے گا چنانچہ انہوں نے اسلام اور نبی اسلام ﷺ کے خلاف راست اقدام کا فیصلہ کرلیا لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے انہوں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے چچا حضرت ابوطالب سے بات کریں اور ان کے ذریعہ حضور کو اس نئی دعوت سے دست بردار ہونے کی ترغیب دلائیں چنانچہ ایک روز رؤساء قریش کا ایک نمائندہ وفد جو مندرجہ ذیل اکابر قوم پر مشتمل تھا' حضرت ابوطالب کے پاس گیا۔ وفد کے ارکان کے نام یہ ہیں۔

عتبہ، شیبہ، پسران ربیعہ، ابوسفیان بن حرب بن امیہ،

Marfat.com

ابوالبختری، العاص بن ہشام، الاسود بن مطلب، ابوجہل، ولید بن مغیرہ، نبیہ اور منبہ پسران حجاج بن عامر اور عاص بن وائل

انہوں نے بڑی احتیاط سے سلسلہ کلام کا آغاز کیا۔ کہنے لگے: اے ابو طالب! آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے اور ہمارے مذہب کے عیب نکالتا ہے۔ ہمیں بے وقوف اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے یا تو آپ اسے روک لیں یا درمیان سے ہٹ جائیں ہم خود اسے روک لیں گے۔ حضرت ابو طالب نے ان کو بڑی نرمی سے جواب دیا اور بڑی خوبصورتی سے انہیں ٹال دیا۔

وہ لوگ مطمئن ہو کر واپس آ گئے۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب سابق تبلیغ دین میں مصروف رہے اور اپنے حسن بیان اور زور استدلال سے اللہ کے دین کو سربلند کرنے کی کوشش فرماتے رہے۔ اسلام کی روز افزوں ترقی کے باعث کفار کے ساتھ تعلقات میں مزید کشیدگی پیدا ہوگئی۔ قریش کے سردار حضور سے بہت دور چلے گئے ان کے

Marfat.com

دلوں میں سرکار دو عالم کی عداوت کے شعلے تیز تر ہونے لگے ۔اب ہر وقت اور ہر جگہ حضور کے خلاف باتیں ہونے لگیں اور منصوبے بنائے جانے لگے وہ ایک دوسرے کو نبی رحمت کے خلاف ابھارنے اور اسلام کے خلاف سخت اقدامات کرنے کے لئے بھڑکانے لگے۔

انہوں نے طے کیا کہ ایک بار پھر ہمیں ابوطالب کے ذریعہ کوشش کرنی چاہیے چنانچہ مکہ کے معزز شہریوں کا ایک وفد دوبارہ آپ کے پاس گیا اور پہلے سے زیادہ درشت اور فیصلہ کن لہجہ میں گفتگو کی۔ کہنے لگے

اے ابوطالب! عمر، عزوشرف اور قدرومنزلت کے اعتبار سے ساری قوم میں آپ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ ہم پہلے حاضر ہوئے تھے اور ہم نے درخواست کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ان باتوں سے باز آنے کا حکم دیں لیکن آپ نے انہیں نہیں روکا بخدا اب ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ہے ہمیں مزید یارائے صبر نہیں رہا۔ وہ ہمارے آباؤ اجداد کو برا بھلا کہتا ہے ہمیں احمق اور بیوقوف بتاتا ہے ہمارے

Marfat.com

خداؤں کی عیب جوئی کرتا ہے یا تو آپ انہیں ان باتوں سے روک لیں ورنہ ہم تم دونوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے اور یہ جنگ جاری رہے گی جب تک ہم میں سے ایک فریق فنا نہ ہو جائے۔

ان کے انداز تکلم سے پتہ چلتا تھا کہ وہ گفتگو کے ذریعہ معاملات سدھارنے نہیں آئے تھے بلکہ کھلا چیلنج دینے کے لئے آئے تھے ان الفاظ میں دھمکی تھی اور حضرت ابوطالب کا کوئی جواب سنے بغیر وہاں سے اٹھ کر چل دیئے۔

حضرت ابوطالب کو اس دھمکی سے بہت دکھ ہوا اس پیرانہ سالی میں وہ ساری قوم سے دشمنی مول لینا نہیں چاہتے تھے لیکن وہ اس بات پر بھی تیار نہ تھے کہ حضور کی نصرت واعانت سے دست کش ہو جائیں اور حضور کو کفار کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں۔ حضرت ابوطالب نے آدمی بھیج کر حضور کو اپنے پاس بلایا اور اس گفتگو سے آگاہ کیا جو ان کے درمیان اور اس وفد کے درمیان ہوئی تھی۔ واپس جانے سے پہلے جو دھمکی دی تھی اس کے بارے میں بھی بتایا۔ پھر کہا:

Marfat.com

فابق علی وعلی نفسك ولا تحملنی من الامر مالا اطیق۔

''اے جان عم! مجھ پر رحم کرو اور اپنے آپ پر بھی۔ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جس کو اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں۔

اپنے چچا کی یہ باتیں سن کر نبی کریم کو یہ خیال گزرا کہ شائد ابوطالب آپ کی مدد اور تعاون سے دست کش ہونے والے ہیں اب ان میں سکت نہ رہی کہ مزید حضور کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوسکیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے اطمینان وسکون سے جواب دیا:

یا عمّ! واللہ لو وضعوا الشّمس فی یمینی والقمر فی یساری علی ان اترك هذا الامر حتّٰی یظهره اللہ او اهلكَ فیه ما تر كته

''اے میرے چچا! اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں اور یہ توقع کریں کہ میں دعوت حق کو ترک کردوں گا تو یہ ناممکن ہے یا تو اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ دے گا یا میں اس کے لئے

Marfat.com

جان دے دوں گا۔ اس وقت تک میں اس کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔"

حضورؑ نے زبان مبارک سے یہ جملہ فرمایا اور چشمان مبارک سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور حضور وہاں سے اٹھ کر واپس چل دیئے۔ چچا نے آواز دے کر بلایا اور کہا واپس تشریف لائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے آئے چچا نے کہا:

اذهب یا ابن اخی وقل ما احببت فواللّٰہ لا اسلّمك لشئی ابداً

"اے میرے بھتیجے! آپ کا جو جی چاہے کہئے میں آپ کو کسی قیمت پر کفار کے حوالے نہیں کروں گا۔"

اور چند شعر کہے جن میں سے ایک یہ ہے:

واللّٰہ لن یصلو االیك بجمعھم
حتی اوسّد فی التّراب دفینا

"بخدا یہ سارے مل کر بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک مجھے مٹی میں دفن نہ کر دیا جائے۔"

Marfat.com

اہل مکہ کو جب یہ پتا چلا کہ ہماری یہ کوشش بھی بے سود اور ہماری دھمکی بھی بے اثر ثابت ہوئی ہے ابو طالب نے اپنے بھتیجے کی امداد سے نہ ہاتھ اٹھایا اور نہ اسے ہمارے حوالے کرنے پر آمادہ ہوا ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اس کی پشت پناہی کا اسے یقین دلایا ہے تو انہوں نے ایک اور چال چلی یہ سارا وفد تیسری بار پھر ابو طالب کے پاس حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ولید بن مغیرہ کا جواں سال خوبرُو اور تندو توانا بیٹا عمارہ بھی ساتھ لے گئے اور جا کر بڑے ادب سے گزارش کی کہ اے ابو طالب! ہم آپ کے ساتھ ایک سودا کرنے کے لئے آئے ہیں۔ مکہ کے سردار ولید بن مغیرہ کا یہ خوبصورت اور جواں بیٹا تم دیکھ رہے ہو۔ اس کا عنفوان شباب' اس کا حسن و جمال اس کی قوت اور توانائی سارے مکہ میں ضرب المثل ہے۔ یہ ہم آپ کو دیتے ہیں۔ اس کو فرزندی میں لے لیجئے آج کے بعد یہ تمہارا بیٹا اور تم اس کے باپ۔ اگر اسے قتل کر دیا جائے تو اس کی ساری دیت آپ کو ملے گی۔ ہر میدان میں'

Marfat.com

ہر معرکہ میں یہ آپ کا دست و بازو ہوگا۔ ہمارا اس سے اب کوئی سروکار نہیں اس کے بدلے میں اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو۔ جو آپ کے اور آپ کے بزرگوں کے دین کا دشمن ہے جس نے آپ کی قوم کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ہمیں احمق اور بے وقوف کہتا ہے۔ ہم اس کا قصہ تمام کر دیں گے اس طرح آپ کا بھی نقصان نہ ہوگا اور ہم سب ایک بڑی مصیبت سے بچ جائیں گے۔

جب وہ اپنا فلسفہ بگھار چکے تو آپ نے جواب دیا۔

واللہ لبئس ماتسوموننی اتعطونی ابنکم اغذوہ لکم واعطیکم ابنی تقتلونہ ھذا واللہ ما لایکون ابداً

"بخدا! تم میرے ساتھ بہت برا سودا کر رہے ہو۔ مجھے تو اپنا بیٹا دے رہے ہو کہ میں اس کی خاطر و مدارت کروں اور اس کی پرورش کروں اور اس کے بدلے میں میرا بیٹا لینا چاہتے ہو تا کہ تم اس کو قتل کر دو۔ بخدا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔"

مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی بولا۔ خدا کی

Marfat.com

قسم! اے ابوطالب تیری قوم نے تیرے ساتھ کمال انصاف کیا ہے اور حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اس الجھن سے تمہیں نکالیں جو تم ناپسند کرتے ہو۔ تم نے ان کی یہ منصفانہ پیش کش ٹھکرا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم ان سے کسی قیمت پر مفاہمت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا۔ اے مطعم! میری قوم نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا البتہ تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ اور میرے خلاف ساری قوم کی مدد کی ہے یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

حضرت ابوطالب کی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کیلئے قبیلہ کو متحد فرمانے کی کوشش

حضور ضیاء الامت کی تحریر پڑھیے:

"دن بدن کشیدگی میں اضافہ ہوتا گیا۔ حالات سنگین سے سنگین تر ہونے لگے عداوت کی آگ تیزی سے بھڑکنے لگی۔ ایک دوسرے کی کھل کر مخالفت ہونے لگی۔ حضور

Marfat.com

سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی قریبی رشتہ دار بھی حضور کی مخالفت میں پیش پیش تھے اس تکلیف دہ ماحول سے متاثر ہو کر حضرت ابوطالب نے ایک قصیدہ لکھا جس میں اس طوطا۔ چشمی پر ان رشتہ داروں کو عار دلائی۔ اس قصیدہ کے چند شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ارى اخوينا من ابينا وامنا
اذا سئلا قا لا الى غيرنا امر

''میں اپنے دو سگے بھائیوں کو دیکھتا ہوں جب ان سے صورتحال کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہمارے بس میں کچھ نہیں سب کچھ دوسروں کے اختیار میں ہے۔''

بلى لهما امرِ ولكن تجرجما
كما جرجمت من راس ذى علق صخر

''ان کے بس میں تو سب کچھ تھا۔ لیکن وہ دونوں اپنے مقام سے گر پڑے جیسے ذی علق پہاڑ سے پتھر لڑھک جاتا ہے۔''

Marfat.com

اخصّ خصوصاً عبد شمس ونوفلا

هما نبذا نا مثل ماینبذالجمر

''میں خاص طور پر عبد شمس اور نوفل کا ذکر کرتا ہو جنہوں نے ہمیں اس طرح دور پھینک دیا جس طرح دہکتے ہوئے انگارے کو دور پھینک دیا جاتا ہے۔''

کفار مکہ کا وفد تیسری بار جب حضرت ابوطالب کے پاس گیا اور عمارہ کی پیش کش کی جسے آپ نے بھی حقارت سے ٹھکرا دیا تو حالات اور کشیدہ ہو گئے اور کفار نے متحد ہو کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت کے پروگرام بنانے شروع کئے۔ حضرت ابوطالب نے محسوس کیا کہ میں تنہا کفر کی اجتماعی یلغار کو نہیں روک سکتا چنانچہ آپ نے ایک قصیدہ لکھا اور اس میں بنوہاشم اور بنی مطلب کی غیرت وحمیت کو للکارا کہ جس طرح دوسرے قبائل حضور ﷺ کی مخالفت اور عداوت میں متحد ہو گئے ہیں ہمیں بھی آپ کے دفاع کے لیے متحدہ محاذ بنانا چاہیے وہ قصیدہ کافی طویل ہے اس کے چند اشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

Marfat.com

ولمّا رایت القوم لا ودّفیهم

وقد قطعوا کلّ العریٰ والوسائل

”جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت کا نام ونشان باقی نہیں رہا انہوں نے محبت وقرابت کے سارے رشتے توڑ دیئے ہیں۔“

وقد صارحونا بالعداوة والاذیٰ

وقد طاوعوا امر العدوالمزایل

”اورانہوں نے کھلم کھلا ہماری دشمنی اور ایذارسانی شروع کر دی۔اورانہوں نے ہمارے دشمن کا حکم ماننا شروع کر دیا۔“

وقد حالفوا قوما علینا اظنة

یعضون غیظا خلفنا بالانامل

”انہوں نے ہمارے دشمنوں کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے پس پشت غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔“

صبرت لهم نفسی بسمراء سمحة

وابیض عضب من تراث المقاول

Marfat.com

''میں نے اپنے نفس کو صبر کی تلقین کی اور میرے ہاتھ میں گندم گوں لچک دار نیزہ تھا اور سفید کاٹنے والی تلوار جو بزرگ سرداروں سے ہمیں ورثہ میں ملی تھی۔''

واحضرت عند البیت رھطی واخوتی
وامسکت من اثوابہ بالوصائل

''میں نے بیت اللہ شریف کے پاس اپنی قوم اور اپنے بھائیوں کو جمع کیا اور میں نے بیت اللہ کے سرخ دھاریوں والے غلاف کو پکڑ لیا۔''

کذبتم وبیت اللہ نترك مكّة
ونظعن الاّ امرکم فی بلابل

''خانہ خدا کی قسم! تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم مکہ کو چھوڑ جائیں گے اور یہاں سے کوچ کر جائیں گے یہاں تک کہ تمہاری حالت مضطرب ہو جائے اور تمہاری اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔''

کذبتم وبیت اللہ نبزی محمداً
ولما نطاعن دونہ ونناضل

Marfat.com

"خانہ خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم محمد کو چھوڑ دیں گے جب تک ان کا دفاع کرتے ہوئے نیزوں اور تیروں سے تم پر حملہ آور نہیں ہوں گے۔"

ونسلمه حتى نصرع حوله
ونذهل عن ابناء ناوالحلائل

"اور ہم اسے تمہارے حوالے کر دیں گے اس سے پیشتر کہ ہمارے لاشے اس کے ارد گرد خاک آلود پڑے ہوں اور ہم اپنے بچوں اور اپنی بیویوں کو بھی فراموش کر چکے ہوں۔"

وابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامىٰ وعصمة للارامل

"میرا بھتیجا گوری رنگت والا ہے جس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی ناموس کا محافظ ہے۔"

يلوذبه الهلاك من ال هاشم
فهم عنده فى رحمة وفواضل

Marfat.com

''یہ وہ جواں مرد ہے کہ جس کی پناہ آل ہاشم کے مفلس لیتے ہیں پس وہ جب اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں تو وہ ان پر اپنے رحم وکرم کی بارش برسا دیتا ہے۔''

اس قصیدہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خصائل حمیدہ اور اخلاق جمیلہ کا تذکرہ ہے ساتھ ہی اپنے اور بنو ہاشم، بنو مطلب کے نوجوانوں کے اس عزم مصمم کا پرجوش انداز میں اعلان ہے کہ جب تک ہم میں سے ایک مرد یا ایک عورت زندہ ہے کسی کی مجال نہیں کہ میرے بھتیجے کا بال بھی بیکا کر سکے۔ اگرچہ اس قصیدہ کا ہر شعر عربی فصاحت و بلاغت کی جان ہے اور اس کا ہر مصرعہ اس محبت و شفتگی کا آئینہ دار ہے جو محترم چچا کو اپنے بلند اقبال، فرخندہ فال، بھتیجے سے تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مکمل قصیدہ ہدیہ قارئین کیا جاتا لیکن یہ کافی طویل ہے اس لئے اس کے چند اشعار بطور تبرک قارئین کی خدمت میں پیش کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے تاکہ محبت کے ان عمیق جذبات کا کچھ تو آپ کو احساس ہو جائے۔

Marfat.com

حضور کے دفاع کے لئے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے جملہ افراد کو متحد کرنے کی یہ کوشش بارآور ثابت ہوئی ان دونوں خاندانوں نے وعدہ کیا کہ وہ حضور کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے بلکہ دشمنوں کے ہر وار کے سامنے وہ خود سینہ سپر ہوں گے اور وہ اپنی جان کی پروا تک بھی نہیں کریں گے۔ البتہ ابولہب جو حضور کا سگا چچا تھا۔ اور خاندان بنی ہاشم کا ایک سرکردہ فرد تھا۔ اس نے اپنے خاندان کے موقف کے برعکس حضور کی عداوت میں اپنی ہر چیز داؤ پر لگانے کی قسم کھالی اور اس کی زندگی کا لمحہ لمحہ حضور کو دکھ پہنچانے اور صحابہ کرام پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے میں صرف ہونے لگا۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کی حفاظت کی خاطر حضرت ابو طالب کا پرسکون زندگی کو خدا حافظ

محبت کا فقط دعویٰ کرنا آسان بات ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ:

Marfat.com

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے
اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

جب حضرت ابوطالب نے دیکھا کہ کفار بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے درپے ہیں تو آپؓ نے اپنا گھربار پر امن زندگی سب کچھ قربان کر دیا۔ شرعی ذمہ داری کو مقدم رکھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر چیز پر غالب رکھی۔ آپ صحیح معنوں میں اس حدیث کے مصداق مومنوں کے سردار ٹھہرے:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والدین اور اولاد تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔''

دیکھئے حضور ضیاء الامت حضرت ابوطالب کی اس محبت کو کس قدر حسین انداز میں پیش فرماتے ہیں:

''کفار مکہ کو یہ خوش فہمی تھی کہ وہ اپنے وحشیانہ جبر وتشدد سے اسلام کی اس تحریک کو موت کی نیند سلا دیں گے یہ گنتی کے چند آدمی خود ہی اس نئے دین سے دل برداشتہ ہو

Marfat.com

کر پھر اپنے پرانے معبودوں کی پرستش کرنے لگیں گے لیکن ان کی تمام تر مساعی کے باوجود اس دین کو روز افزوں کامیابیاں نصیب ہو رہی تھیں۔ ان کے مظالم سے تنگ آ کر جن مسلمانوں نے مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ میں رہائش اختیار کر لی تھی ان کو وہاں سے جلاوطن کرانے کے لئے کفار مکہ نے اپنے دو بہترین نمائندے نجاشی کے پاس بھیجے تاکہ وہ اس کو اس بات پر رضامند کر سکیں کہ وہ ان مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دے۔ ان کا مدعا یہ تھا کہ اپنے وطن سے دور ان لوگوں کو جو گوشۂ عافیت میسر آ گیا ہے اس سے وہ محروم کر دیئے جائیں۔

لیکن اس سلسلہ میں انہیں ذلت آمیز ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے خطبہ سے متاثر ہو کر صرف ان کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دینے سے ہی انکار نہیں کیا بلکہ وہ خود بھی مشرف باسلام ہو گیا اور اس نے اپنے ملک میں ان غریب الدیار مسلمانوں کی باعزت رہائش کا انتظام بھی کر دیا اور انہیں ہر

Marfat.com

قسم کی آزادی اور سہولتیں فراہم کر دیں۔ اس ناکامی نے کفارمکہ کو آتش زیرپا کر دیا اور مکہ میں باقی رہ جانے والے مسلمانوں پر انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ ظلم وتشدد شروع کر دیا۔

کفار کو سب سے زیادہ صدمہ اس وقت پہنچا جب حضرت حمزہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کرلیا۔ اس چوٹ نے توان کو حواس باختہ کر دیا۔ انہوں نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی کا چراغ گل نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری مشکلات اور مصائب کا خاتمہ نہیں ہوسکتا چنانچہ انہوں نے اس بات کا عزم مصمم کرلیا کہ وہ نتائج سے بے پروا ہو کر یہ مذموم حرکت ضرور ہی کریں گے۔

حضرت ابوطالب کو جب کفار قریش کی اس گھناؤنی سازش کا علم ہوا تو انہوں نے قبیلہ بنو ہاشم کے تمام افراد کو اکٹھا کیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عہد کریں کہ وہ اپنی جانیں قربان کر دیں گے لیکن حضور ﷺ کا بال بھی بیکا

Marfat.com

نہیں ہونے دیں گے۔ بنو ہاشم کے سارے قبیلہ نے حضرت ابوطالب کی اس تجویز کی بھرپور تائید کی کہ بنومطلب کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دشمنوں کے شر سے بچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کا پختہ وعدہ کیا۔

علامہ بلاذری انساب الاشراف میں لکھتے ہیں:

وعمد ابوطالب الی الشعب بابن اخیه وبنی هاشم وبنی المطلب وکان امرهم واحدًا وقال نموت من عند اخرنا قبل ان یوصل الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

"حضرت ابوطالب اپنے پیارے بھتیجے، بنی ہاشم بنی مطلب کی معیت میں اس گھاٹی میں منتقل ہو گئے جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور تھی اور ان سب نے یہ معاہدہ کیا کہ جب تک ہم میں سے ایک فرد بھی زندہ رہا ہم کفار کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دست درازی کی اجازت نہیں دیں گے۔"

دو اونچے پہاڑوں کے درمیان جو گھاٹی یا تنگ میدان

Marfat.com

ہوتا ہے اسے عربی میں شعب کہتے ہیں۔ یہ گھاٹی حضرت ابو طالب کو ورثہ میں ملی تھی اور آپ کی ملکیت تھی اور شعب ابی طالب کے نام سے مشہور تھی۔

بنوہاشم میں سے ابولہب وہ بدبخت تھا جس نے کفار کے ساتھ موافقت کی۔ اور اس پر اس کو ندامت نہیں فخر تھا۔ عتبہ کی بیٹی ہندہ سے اس کی ملاقات ہوئی تو بڑے فخر سے اسے کہنے لگا:

یا بنت عتبة هل نصرت اللّات والعزّی
قالت نعم فجزاك الله خيرا يا اباعتبة

"اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے اپنی قوم بنی ہاشم کا ساتھ چھوڑ کر لات وعزیٰ کی نصرت کا حق ادا کیا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا بے شک اللہ تجھے جزائے خیر دے۔"

قریش کی یہ کوشش تھی کہ کوئی غیر قریشی ان کی اس سازش کو عملی جامہ پہنائے اور اس قاتل کی جان بچانے کے لئے انہیں اگر بنوہاشم کو کئی گنا خون بہا ادا کرنا پڑے تو وہ بصد مسرت خون بہا ادا کر دیں گے۔

Marfat.com

حضرت ابو طالب کو ہر وقت فکر رہتی تھی کہ مبادا کوئی بدبخت ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے اس لئے وہ ہر احتیاطی تدابیر بروئے کار لاتے اور اس میں ذرا تساہل نہ کرتے یہاں تک کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی استراحت کے لئے ایک بستر بچھایا جاتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ جب لوگ سو جاتے تو مشفق چچا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں سے اٹھاتے اور کسی دوسری جگہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب بسری کے لئے بستر بچھایا گیا ہوتا وہاں لے جا کر سلا دیتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے بستر پر اپنے بیٹوں میں کسی بیٹے کو یا اپنے بھائیوں میں سے کسی بھائی کو سلا دیتے۔

قریش نے جب دیکھا کہ ابو طالب نے اپنے بھتیجے اور دونوں خاندانوں بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ہمراہ لے کر شعب ابی طالب میں سکونت اختیار کر لی ہے تو قریش کے سارے قبائل کے سردار پھر مشورہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تا کہ حضور اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حامی خاندانوں کے خلاف کوئی ایسا متحدہ قدم اٹھائیں جس کی وہ تاب نہ

Marfat.com

لاسکیں اور از خود گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں یا حضور کی امداد ونصرت سے دست کش ہو کر حضور کو ان کے حوالے کر دیں اور پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو جی چاہے سلوک کریں۔ ان لوگوں نے طویل غور وخوض کے بعد متفقہ طور پر مکمل سوشل بائیکاٹ کا پروگرام بنایا۔ اس کے لئے ایک معاہدہ لکھا گیا جس پر تمام قبائل کے نمائندوں نے اپنے اپنے دستخط ثبت کئے پھر اس کو ہر قسم کی دست برد سے بچانے کے لئے بڑی حفاظت سے کعبہ شریف کے اندر آویزاں کر دیا گیا۔

علامہ ابن کثیر اس معاہدہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اجتمع المشرکون من قریش فاجمعوا امرھم علی ان لا یجالسوھم ولا یبایعوھم ولا یدخلوا بیوتھم حتی یسلموا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للقتل وان لا یقبلوا من بنی ھاشم صلحا ابدا ولا تاخذھم بھم رافۃ حتی یسلموہ للقتل

Marfat.com

"سارے مشرکین قریش ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور سب نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست نہیں کریں گے۔ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہیں کریں گے۔ ان کے گھروں میں قدم نہیں رکھیں گے جب تک یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ان کے حوالے نہ کر دیں اور بنو ہاشم کے ساتھ ہرگز صلح نہیں کریں گے اور ان پر ذرا ترس نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حوالے کر دیں تاکہ یہ حضور کو شہید کریں۔"

علامہ ابن کثیر نے چند اور امور کا بھی اضافہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

على ان لا ينكحوا اليهم ولا ينكحوهم ولا يبيعوهم شيئا ولا يبتا عوامنهم۔ فلما اجتمعوا لذلك كتبوه فى صحيفه ثمّ تعاهدوا وتواثقوا على ذلك علّقوا الصّحيفة فى جوف الكعبة توكيداً على

Marfat.com

انفسھم۔

''کہ نہ وہ اپنی بچی کا رشتہ انہیں دیں گے اور نہ ان کی بچیوں کا رشتہ لیں گے نہ انہیں کوئی چیز فروخت کریں گے اور نہ ان سے کوئی چیز خریدیں گے اور جب سب ان امور پر متفق ہو گئے تو انہوں نے ایک صحیفہ میں انہیں قلم بند کیا پھر اس کی پابندی کا پختہ وعدہ کیا اور پھر اِسے کعبہ شریف کے اندر آویزاں کر دیا تاکہ ہر شخص اس کی سختی سے پابندی کرے۔''

منصور بن عکرمہ بن عامر نے یہ ظالمانہ عہد نامہ لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی انگلیوں کو شل کر دیا۔ نہ وہ حرکت کر سکتی تھیں نہ ان سے لکھا جا سکتا تھا۔

ان بے رحموں نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ مکہ کے بازاروں اور منڈیوں کے دروازے بھی ان محصورین پر بند کر دیئے۔ کسی دکاندار کو اجازت نہ تھی کہ وہ انہیں کوئی چیز فروخت کرے یا پھر ان سے کوئی چیز خریدے۔ اگر کوئی قافلہ باہر سے تجارتی سامان لے کر مکہ آتا تھا تو ان پر بھی

Marfat.com

یہ قدغن تھی کہ وہ ان لوگوں کے ہاتھ کھانے پینے کی کوئی چیز فروخت نہ کریں بلکہ مکہ کے تاجر آگے بڑھ کر سارا سامان خرید لیتے تاکہ کسی طرح بھی کوئی ضرورت کی چیز ان بندگان خدا تک نہ پہنچ سکے۔

امام سہیلی لکھتے ہیں کہ اگر بیرون مکہ سے کوئی تجارتی کاروان وہاں آتا اور مسلمان ان سے کوئی چیز خریدنے کے لیے وہاں پہنچ جاتے تو ابولہب ان قافلہ والوں کو کہتا کہ تم ان کو اتنے مہنگے دام بتاؤ کہ وہ کوئی چیز خرید نہ سکیں اور ساتھ ہی انہیں یہ تسلی بھی دیتا کہ تم یہ فکر مت کرنا کہ اگر تم نے قیمت بہت زیادہ مانگی تو اسے کوئی خریدے گا نہیں اور تمہیں خسارہ ہوگا۔ وہ کہتا اس خسارے کو میں پورا کروں گا چنانچہ شعب ابی طالب کے مکین بھوک سے بلکتے ہوئے اپنے بچوں کو چھوڑ کر سامان خریدنے کے لئے جاتے تو قافلہ والے ان سے پانچ دس گناہ زیادہ قیمت طلب کرتے جس کے ادا کرنے کی ان میں سکت نہ ہوتی بے چارے خالی ہاتھ واپس آجاتے ان کے پاس کوئی

Marfat.com

ایسی چیز نہ ہوتی جس سے وہ اپنے روتے ہوئے بچوں کو بہلاسکیں۔

کفار مکہ کا یہ مکمل اور سنگدلانہ سوشل بائیکاٹ دو چار ماہ تک نہیں رہا بلکہ پورے تین سال سرکار دو عالم ﷺ اور حضور کے ساتھی اس جاں گسل اور صبر آزما مصیبت میں مبتلا رہے ان بے رحموں نے پہرے دار مقرر کر رکھے تھے کہ کوئی شخص پوشیدہ طور پر بھی ضرورت کی کوئی چیز ان تک نہ پہنچا سکے۔ اگر ایسا کرتا ہوا کوئی پکڑا جاتا تو اس کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جاتی۔

ان ساری سختیوں اور پابندیوں کے باوجود کئی ایسے نیک دل لوگ تھے جو رات کی تاریکی میں کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز وہاں پہنچا دیا کرتے ان میں ہشام بن عمرو العامری سرفہرست تھے جو بعد میں مشرف باسلام ہوئے ایک بار تین اونٹ سامان خوراک کے لدے ہوئے شعب ابی طالب میں لے گئے قریش کو پتہ چل گیا صبح سویرے سب اکٹھے ہو کر ان کے گھر پہنچے اور انہیں برا بھلا

Marfat.com

کہا انہوں نے کہا کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے لیکن دوسری رات پھر وہ ایک دو لدے ہوئے اونٹ لے کر وہاں پہنچا آئے۔ کفار کو پھر پتہ چل گیا اب تو انہوں نے لعن طعن کی بوچھاڑ کر دی اور بعض تو ان کو قتل کرنے کے لئے تلواریں بے نیام کرلیں۔ آخر ابوسفیان کی مداخلت سے ان کی جان بخشی ہوئی۔

ایک دفعہ حکیم بن حزام شعب ابی طالب کی طرف جا رہے تھے ان کے ساتھ ان کا ایک غلام تھا جس نے گندم کی بوری اٹھائی ہوئی تھی۔ وہ یہ غلہ اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ کے لئے لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ابوجہل مل گیا۔ ابوجہل کڑک کر بولا۔ پتہ چل گیا کہ قوم کے متفقہ فیصلہ کے خلاف تم یہ گندم بنو ہاشم کو پہنچانے کے لئے لے جا رہے ہو میں یہ گندم اس وقت تک تمہیں آگے نہیں لے جانے دوں گا جب تک میں تمہیں مکہ میں لے جا کر رسوا نہ کروں۔ یہ تو تو میں میں ہو رہی تھی کہ اچانک ابوالبختری وہاں آ گیا اس نے ابوجہل

Marfat.com

کو کہا کہ تمہیں اسے روکنے کا کیا حق ہے۔ ابو جہل نے کہا یہ گندم لے کر بنو ہاشم کے پاس جا رہا ہے میں اسے کیوں نہ روکوں۔ ابوالبختری نے کہا اس کی پھوپھی خدیجہ کی گندم اس کے پاس تھی یہ اسے پہنچانے جا رہا ہے تمہیں روکنے کا کوئی حق نہیں اس کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ ابو جہل نے اس کی بات نہ مانی۔ تلخ کلامی بڑھتی گئی کسی اونٹ کے جبڑے کی ہڈی پاس پڑی تھی ابوالبختری نے اٹھائی اور ابو جہل کے سر پر دے ماری۔ اس سے خون بہنے لگا پھر اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور اس کی چھاتی پر چڑھ کر اسے خوب رگیدا۔

یہ طویل محاصرہ حضور کے لئے اور حضور ﷺ کے خاندان کے لئے از حد تکلیف دہ تھا۔ بسا اوقات درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر پیٹ بھرا کرتے بھوک سے بلکتے ہوئے معصوم بچے اس قدر زور شور سے روتے کہ ان کے رونے کی آواز شعب سے باہر دور دور تک سنائی دیتی۔

حتی بلغهم الجهد حتی تضاغی صبيا نهم

Marfat.com

فسمع صغاوھم من وراء شعب

علامہ سہیلی لکھتے ہیں:

وفی الصّحیح انھم جھدوا حتی کانو یا کلون الخبط وورق السّمر حتی ان احدھم لیضع کما تضع الشاۃ وکان فیھم سعد بن ابی وقاص روی انہ قال لقد جعت حتی انی وطئت ذات لیلۃ علی شئی رطب ووضعتہ فی فمی وبلعتہ وما ادری ما ھوالی الان وفی روایۃ یونس ان سعداً قال خرجت ذات لیلۃ لا بول فسمعت قعقعۃ تحت البول فاذا قطعۃ من جلد بعیر یابسۃ فاخذتھا وغسلتھا ثم احرقتھا ثم رضضتھا وسففتھا بالماء وقویت بھا ثلاثاً

''الصحیح میں ہے کہ شعب میں محصورین کو بڑی مصیبت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا وہاں وہ درختوں کے پتے اور بیری کے پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ جب وہ قضائے حاجت

Marfat.com

کرتے تو بکریوں کی مینگنیوں کی طرح خشک مادہ خارج ہوتا تھا ان محصورین میں سعد بن ابی وقاص ؓ بھی تھے آپ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ میں ایک دن از حد بھوکا تھا رات کو اندھیرے میں میرا پاؤں کسی گیلی چیز پر آ گیا میں نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈالا اور نگل لیا۔ مجھے اتنی ہوش بھی نہ تھی کہ میں پتہ کرتا کہ وہ کیا چیز ہے اور اب تک مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ یونس، حضرت سعدؓ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک رات میں پیشاب کرنے کے لئے باہر نکلا اور جب میں پیشاب کرنے لگا تو جہاں میرا پیشاب گر رہا تھا وہاں کسی چیز کی مجھے آواز آئی میں نے اٹھایا تو وہ اونٹ کے خشک چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ میں نے اسے لیا پھر اسے دھویا پھر اسے جلا کر راکھ کیا پھر اسے کوٹا پھر اسے پانی میں ملا دیا اور تین دن تک اسے کھاتا رہا۔

ان مصائب و آلام کے باوجود نہ سرکار دوعالم ﷺ کے عزم میں کوئی لچک پیدا ہوئی اور نہ کسی دوسرے ساتھی نے

Marfat.com

کسی کمزوری کا اظہار کیا۔ رحمت عالم ﷺ پورے جوش وخروش سے اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہتے اور متعدد خفتہ بختوں کے مقدر کو جگاتے رہتے۔

یہ محاصرہ نبوت کے ساتویں سال محرم میں شروع ہوا اور تین سال کے طویل عرصہ تک بڑی شدومد سے جاری رہا۔ آخر نبوت کے دسویں سال اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ جوروستم کی اس دستاویز کو خود اہل مکہ نے چاک کر دیا اور رحمت عالمیان ﷺ اپنے محصور ساتھیوں سمیت شعب ابی طالب سے نکل کر پھر مکہ میں رونق افروز ہوئے۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

حضور ﷺ کا حضرت ابو طالب کو غیب کی خبر دینا

پیر محمد کرم شاہ الازہری رقمطراز ہیں:

"بنو ہاشم اور بنو مطلب سے مکمل قطع موالات (سوشل بائیکاٹ) کا معاہدہ لکھ کر قریشیوں نے بڑی حفاظت کے ساتھ اسے کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا تھا تاکہ کوئی شخص

Marfat.com

اس میں کوئی ردوبدل نہ کرسکے۔ اس حیلہ سے لوگوں کی دسترس سے تو انہوں نے اس صحیفہ کو بچالیا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار سے تو وہ اس کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔۔ قادر وحکیم خدا نے اس دستاویز پر دیمک کو مسلط کر دیا۔ دیمک نے اس معاہدہ میں ظلم وستم کی جتنی دفعات تھیں ان سب کو چاٹ لیا لیکن جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک تھا اسے ذرا گزند نہ پہنچایا وہ صحیح وسلامت باقی رہنے دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو اپنے اس حکیمانہ اقدام سے آگاہ فرمادیا۔ حضور ﷺ دوسرے روز حضرت ابوطالب کے پاس تشریف لے گئے انہیں بتایا کہ اے میرے محترم چچا! جو معاہدہ قوم نے لکھ کر بحفاظت کعبہ کے اندر لٹکا دیا تھا اس کی ساری دفعات کو دیمک نے چاٹ کر صاف کر دیا ہے لیکن اس عبارت میں جہاں جہاں بھی اللہ عز اسمہ کا نام مبارک لکھا گیا تھا وہ جوں کا توں سلامت ہے دیمک نے اسے ذرا ضرر نہیں پہنچایا۔

Marfat.com

حضرت ابو طالب کے لئے یہ اطلاع بڑی حیران کن تھی۔ مکہ سے کئی میل دور ایک گھاٹی میں تین سال سے محصور ہستی ایک ایسی چیز کے بارے میں بتا رہی ہے جو یہاں سے بہت دور کئی غلافوں میں لپٹی ہوئی بڑی حفاظت سے کعبہ کے اندر رکھی ہوئی تھی اور جس کی مسلسل نگرانی کی جا رہی تھی۔

آپ نے از راہ استعجاب پوچھا:

"اے جانِ عم! کیا تیرے رب نے تمہیں یہ بات بتائی ہے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک۔"

چچا نے کہا:

"چمک دار ستاروں کی قسم! تیری بات بالکل سچی ہے۔ تو نے آج تک کبھی غلط بیانی نہیں۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

Marfat.com

حضرت ابو طالب کا سرکار پر وحی الٰہی کا پختہ ایمان

سرکار دو عالم ﷺ کی صداقت کی گواہی تو ہر اپنا پرایا دیتا رہا لیکن جب آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی خبر دی تو سوائے چند لوگوں کے سب نے جھٹلا دیا۔

حضرت ابو طالب نے حضور ﷺ پر وحی الٰہی کی بھی ہمیشہ تصدیق فرمائی۔ کہیں بھی یہ ذکر نہیں ملتا کہ جناب ابو طالب نے حضور نبی کریم ﷺ کی کسی بات کی تکذیب کی ہو یا کسی دعوے کو جھٹلایا ہو جیسا کہ یہاں فرمایا:

''اے جانِ عم! کیا تیرے رب نے تمہیں یہ بات بتائی ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا:

''بے شک۔''

فرمایا:

''چمک دار ستاروں کی قسم تیری بات بالکل سچی ہے۔''

حضرت ابو طالب کا یہ پوچھنا کہ کیا تیرے رب نے یہ بات بتائی ہے۔ اس بات کا اعلان ہے کہ آپ حضور ﷺ کی آسمانی باتوں کی بھی تصدیق فرماتے تھے۔

Marfat.com

حضور ضیاء الامت لکھتے ہیں:

"چنانچہ بنوہاشم اور بنومطلب کے چند افراد کو آپ نے ہمراہ لیا اور سیدھے حرم شریف میں جا پہنچے قریش نے اچانک ان کو حرم شریف میں آتے دیکھا تو حیران ہو گئے۔ پھر سوچا ہماری تدبیر کارگر ثابت ہوئی ہے طویل اور تکلیف دہ محاصرہ نے ان کو بے بس کر دیا ہے اور آج آئے ہیں تاکہ محمد (فداہ ابی و امی و روحی) کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ اس حصار سے انہیں نجات ملے۔ جب ابوطالب ان کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا:

"اے گروہِ قریش! اس طویل مدت میں ایسے واقعات رونپذیر ہو گئے ہیں جن کے بارے میں ہم تمہیں نہیں بتا سکے تم اس صحیفہ کو کعبہ شریف سے باہر لے آؤ ممکن ہے ہمارے اور تمہارے درمیان مصالحت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔"

حضرت ابوطالب نے پہلے اس بات سے انہیں آگاہ نہ کیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مطلع فرمایا تھا کہ تاکہ وہ

Marfat.com

صحیفہ میں کچھ گڑبڑ نہ کر دیں اہل مکہ کی خوشی کی حد نہ رہی انہیں یقین ہو گیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب اور خود ابو طالب حضور ﷺ کی نصرت واعانت سے دل برداشتہ ہو گئے ہیں وہ یقیناً انہیں ہمارے حوالے کر دیں گے۔ پھر طے شدہ پروگرام کے مطابق ہم ان کے ساتھ معاملہ کریں گے اور یہ فتنہ جس نے ہماری راتوں کی نیند اور دنوں کا چین حرام کر دیا ہے وہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گا۔

وہ بڑی تیزی سے اٹھے کعبہ میں گئے وہاں سے اس معاہدہ کو لے کر واپس آئے اور سب اہل مجلس کے سامنے اس کو رکھ دیا۔ انہوں نے ابو طالب کو کہا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم لوگ حضور کی اعانت ونصرت سے باز آ جاؤ۔ اور ہماری تمہاری دشمنی دوستی میں بدل جائے۔

حضرت ابو طالب نے فرمایا:

''میں آج ایک بڑا منصفانہ حل لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔''

سب ہمہ تن گوش آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے

Marfat.com

فرمایا:

''میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا کہ یہ دستاویز جو اس وقت تمہارے ہاتھوں میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے دیمک مسلط کر دی ہے۔ جس نے اس کی ساری عبارت چاٹ لی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک جہاں جہاں ہے وہ صحیح وسلامت موجود ہے اب تم خود اس کو کھولو۔ اگر میرے بھتیجے کی بات سچی نکلی تو پھر ہم کسی قیمت پر اس کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے خواہ اس کے لئے ہمیں اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانا پڑے اور اگر اس کی یہ بات سچی نہ نکلی تو پھر ابھی ہم اس کو تمہارے حوالے کر دیں گے جو چاہو تم اس کے ساتھ کرو خواہ اسے قتل کر دو۔ یا اسے زندہ رہنے دو۔''

حضرت ابوطالب کی یہ تجویز سن کر وہ بڑے مطمئن ہو گئے اور کہا:

قد رضینا بالذی تقول۔

''کہ جو آپ نے کہا ہم اس تجویز پر راضی ہیں۔''

Marfat.com

پھرانہوں نے اس بحفاظت رکھے ہوئے صحیفہ کو اپنے ہاتھوں سے کھولا اور جو صادق ومصدوق ﷺ نے بتایا تھا حرف بحرف صحیح پایا۔ یہ دیکھ کران کے ہوش اڑ گئے لیکن شقاوت ازلی نے ان کو حق قبول کرنے کی توفیق نہ بخشی۔

وہ اور برافروختہ ہو گئے کہنے لگے:

هذا سحر ابن اخيك۔

اے ابوطالب! یہ تمہارے بھتیجے کے جادو کا کرشمہ ہے۔

حق روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا تھا لیکن اندھی عصبیت نے انہیں اجازت نہ دی کہ وہ اسے تسلیم کریں۔ حضور ﷺ کے خلاف ان کے دلوں میں بغض وعناد کے شعلے پہلے سے بھی زیادہ بھڑکنے لگے۔

ابوجہل، ابولہب اور ان کی قماش کے کفار کا ردعمل تو وہی تھا جس کا بیان اوپر ہوا ہے۔

لیکن اس بگڑے ہوئے معاشرے میں چند لوگ ایسے بھی تھے جو اس ظلم وتعدی پر سخت نالاں تھے اور دل ہی دل میں سوچتے تو تھے کہ اس سنگدلانہ محاصرہ کو ختم کرنا چاہیے

Marfat.com

جس کی زد میں عورتیں، معصوم بچے، ضعیف ونزار بوڑھے اور کئی بیمار بھی ہیں لیکن سارے قریشی خاندانوں کے اجتماعی اقدام کے خلاف آواز اٹھانے کی وہ اپنے اندر ہمت نہیں پاتے تھے۔

اگرچہ کفار نے حضور ﷺ کے قول کی صداقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا لیکن پھر بھی اپنے عناد پر اڑے رہے اور حضور ﷺ کے خلاف اپنی مہم کو تیز ترکرنے کا اعلان کردیا تو حضرت ابوطالب نے انہیں کہا:

یا معشر قریش علام نحصر ونحبس و قد بان الامر و تبین انکم اولی بالظلم والفطعیة والاساءة۔

''اے گروہ قریش! کس گناہ کے باعث تم نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا ہے اور ہمیں قید میں رکھا ہوا ہے حالانکہ تم پر حقیقت ظاہر ہو چکی اور تمہیں معلوم ہو گیا کہ تم ہی ظالم ہو تم ہی قطع رحمی کرنے والے ہو اور تم ہی برا معاملہ کرنے والے ہو۔''

Marfat.com

پھر آپ اور آپ کے ساتھی کعبہ کے پردوں کے ساتھ لپٹ گئے اور گڑ گڑا کر دعا مانگی:

اللّٰھم انصرنا علی من ظلمنا وقطع ارحامنا۔ واستحل ما یحرم علیہ منا۔

''اے اللہ! جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور ہماری قطع رحمی کی ہے اور جو چیز ان پر حرام تھی وہ انہوں نے حلال بنا لی ہے یا اللہ ایسے لوگوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔''

اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ فریاد کرنے کے بعد پھر وہ شعب ابی طالب میں واپس آ گئے اور محصوروں اور محبوسوں کی طرح زندگی گزارنے لگے۔'' (بحوالہ ضیاء النبی)

کونسی حقیقت؟

حضرت ابو طالب کا یہ فرمانا:

''اے گروہ قریش کس گناہ کے باعث تم نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا ہے حالانکہ تم پر حقیقت ظاہر ہو چکی۔''

کس حقیقت کی بات فرما رہے ہیں آپ جو کہ ظاہر ہو چکی؟

Marfat.com

تو وہ حقیقت، حقیقت اسلام ہے۔ وہ حقیقت وحی الٰہی کی حقیقت ہے۔ وہ حقیقت اللہ رب العزت اور رسول معظم ﷺ کے تعلق کی حقیقت ہے۔

معنی یہ ہوا کہ اے گروہ قریش وہ حقیقت جو ہم پر تو عرصہ پہلے ظاہر ہو چکی تھی وہ اب تم پر بھی ظاہر ہوگئی ہے۔ میرا بھتیجا کوئی جادوگر نہیں نہ کاہن نہ مجنوں جیسا کہ تم کہتے ہو۔ بلکہ وہ اللہ کا پیغمبر ہے اس پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ تم نے دیکھا کہ اس کے رب نے بتایا معاہدے کو دیمک چاٹ گئی ہے تو اس بات کو تم نے سچ پایا اب تمہیں ہم سے یہ سلوک روا نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ ثابت ہو چکا ہم غلط نہیں اب کس گناہ کے باعث تم نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا ہے اور ہمیں قید میں رکھا ہوا ہے۔ تمہیں معلوم ہو گیا ہے تم ہی ظالم ہو۔ قطع رحمی کرنے والے ہو۔ برا معاملہ کرنے والے ہو۔

حضرت ابوطالب کا عوام الناس کو حق کی حمایت کے لئے ابھارنا

حضور ضیاء الامت لکھتے ہیں:

"حضرت ابوطالب کو یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں ابولہب وغیرہ کی انگیخت پر عرب کے عوام بھی اپنے بتوں کے

Marfat.com

لرزتے ہوئے خدائی کے تخت کو سہارا دینے کے لئے جوش میں آکر ہمارے دشمنوں کے ساتھ نہ مل جائیں اور سب مل کر ہم پر حملہ نہ کر دیں آپ نے اس وقت ایک فقید المثال قصیدہ لکھا جس میں لوگوں کو حق کی حمایت کے لیے ابھارنے کے ساتھ ساتھ اپنے اس پختہ عزم کا بھی بڑی جرأت سے اظہار کیا کہ وہ کسی قیمت پر حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ حافظ ابن کثیر نے اس قصیدہ کے بارے میں اپنی رائے کا یوں اظہار فرمایا ہے:

وھی قصیدۃ عظیمۃ بلیغۃ جدًا لا یستطیع ان یقولھا الا من نسبت الیہ وھی افحل من المعلقات السبع وابلغ فی تادیۃ المعنی والا شبہ ان ابی طالب انما قالھا بعد دخولھا الشعب وذکرھا ھنا انسب

''یہ قصیدہ بلند مرتبہ ازحد بلیغ ہے ابو طالب کے بغیر اور کوئی ایسا قصیدہ نہیں لکھ سکتا۔ یہ معلقات سبع سے بھی زیادہ پرمغز اور پر معنی ہے اور اغلب یہ ہے کہ حضرت ابو طالب

Marfat.com

نے یہ قصیدہ اس وقت لکھا جب وہ شعب میں محصور کر دیئے گئے تھے اس لئے اس قصیدہ کو یہاں ذکر کرنا مناسب ہے۔"

سبل الهدیٰ والرشاد کی جلد دوم کے صفحات 507-506 اور 508 پر یہ قصیدہ مرقوم ہے اس کے چند اشعار بمعہ ترجمہ بطور تبرک پیش خدمت ہیں:

خلیلی ماأذنی لأوّل عاذل
بصغواء فی حق ولا عند باطل

"اے میرے دو دوستو! میرے کان ایسے ملامت کرنے والے کی ملامت کو غور سے سننے والے نہیں۔ خواہ وہ سچ کہے یا غلط

کذبتم وبیت اللہ نترك مكة
ونظعن الا امركم فی البلابل

"اللہ کے گھر کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم مکہ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور یہاں سے سکونت ترک کر دیں گے مگر یہ کہ تمہارے حالات پراگندہ و پریشان ہو جائیں۔"

Marfat.com

کذبت وبیت الله نبزی محمدا

ولما نطاعن حوله ونناضل

"اللہ کے گھر کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ روحی) کو چھوڑ دیں گے جب تک کہ ہم اس کے دشمنوں کو اپنے نیزوں سے گھائل نہیں کریں گے اور ان سے جنگ نہیں کریں گے۔"

ونسلمه حتیٰ نصرع حوله

ونذهل عن ابناء نا والحلائل

"اور اللہ کے گھر کی قسم! تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کر دیں گے جب تک ہماری لاشیں اس کے ارد گرد پڑی ہوئی نہ ہوں۔ ہم اپنے بچوں اور بیویوں سے بھی ان کے لئے بے پروا ہو جائیں گے۔"

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی وعصمة للارامل

"وہ گوری رنگت والا جس کے روشن چہرے کے صدقے۔ بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کی

Marfat.com

عصمت ہے۔"

يلوذبه الهلاك من ال هاشم
فهم عنده فى نعمة وفواضل

"بنی ہاشم کے جو لوگ فقر و افلاس سے ہلاک ہونے لگتے ہیں تو وہ اس کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اس کے پاس آ کر انہیں ہر طرح کی نعمتیں اور آسائشیں نصیب ہوتی ہیں۔"

لعمرى لقد كلفت وجداً باحمد
واخوته داب المحب المواصل

میری زندگی کی قسم! میں تو احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے بھائیوں سے عشق کی حد تک محبت کرتا ہوں۔ جس طرح ایسا محب جو ہمیشہ محبت کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔

فلا زال فى الدنيا جمالاً لاهلها
وزينا على رغم العدو المخاتل

آپ کی ذات سارے اہل جہاں کے لئے حسن و جمال ہے اور سب کے لئے زینت ہے اگرچہ دھوکا باز دشمن

Marfat.com

اس کو ناپسند ہی کریں۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

صحیفہ کو پارہ پارہ کرنے کا واقعہ

"جن لوگوں کو ظلم وتشدد کی اس دستاویز کو پارہ پارہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں ہشام بن عمرو بن حارث کا نام سرفہرست ہے۔ یہ اس وقت تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے لیکن بنو ہاشم کے ساتھ ان کی قریبی رشتہ داری تھی۔ اس تعلق کی وجہ سے یہ دن رات بے چین رہا کرتے تھے اور ان کی رہائی کے لئے منصوبے سوچتے رہتے تھے جیسے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں محاصرہ کے ایام میں رات کی تاریکی میں غلہ پہنچانے کا بھی یہ اہتمام کیا کرتے تھے اونٹ پر کھانے پینے کا سامان لاد لیتے۔ جب شعب کے دہانہ پر پہنچتے تو اونٹ کی نکیل نکال لیتے اور اونٹ کے پہلو میں دو تھپڑ لگا کر اسے چھوڑ دیتے وہ بھاگتا ہوا ان محصورین کے پاس پہنچ جاتا وہ اسے پکڑتے اس سے سامان اتار لیتے۔ پھر اسے چھوڑ دیتے وہ واپس اپنے مالک کے پاس آ جاتا جس کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں۔

یہ ہشام ایک روز زہیر بن ابی امیہ کے پاس گئے۔ زہیر حضرت عبدالمطلب کی صاحب زادی حضرت عاتکہ کے فرزند تھے۔ اس وجہ سے ان

Marfat.com

کو بھی بنو ہاشم کی یہ تکلیف گوارا نہ تھی۔ ہشام نے زہیر کو جا کر کہا:

''اے زہیر! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم تو لذیذ کھانے کھاؤ، عمدہ لباس پہنو اور اپنی بیوی بچوں کے ساتھ بآرام زندگی گزارو اور تمہارے ننہال بھوکے ننگے خستہ حال طرح طرح کی مشقتوں میں گھرے زندگی کے دن پورے کر رہے ہوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم ابوالحکم (ابوجہل) کے ننہال کے خلاف ایسا قدم اٹھاتے اور تم اسے اس میں شرکت کی دعوت دیتے تو وہ ہرگز تمہاری اس دعوت کو قبول نہ کرتا۔''

زہیر نے کہا:

''صد حیف! اے ہشام! میں تنہا اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ اگر ایک اور ساتھی مل جائے تو میں اس معاہدہ کو توڑنے کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔''

ہشام نے کہا:

''ایک آدمی تو میں پیش کرتا ہوں۔''

اس نے پوچھا:

Marfat.com

''وہ کون ہے؟''

ہشام نے کہا:

''میں خود۔''

زہیر نے کہا:

''ہمت کرو۔ایک تیسرا آدمی بھی تلاش کرو۔''

چنانچہ ہشام مطعم بن عدی کے پاس گیااور اسے جا کر کہا:

''اے مطعم !کیایہ بات تمہیں پسند ہے کہ بنی عبد مناف کے دو خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب بھوک سے ایڑیاں رگڑتے رگڑتے ہلاک ہو جائیں ۔اور تم یہ دیکھ بھی رہے ہو اور پھر بھی قریش کی امداد کرو اگر تم قریش کو اس طرح ہلاک کرنے کے درپے ہوتے ۔تو وہ تمہارا منہ نہ تکتے رہتے۔ بلکہ سب مل کر تم پر ہلہ بول دیتے۔''

مطعم نے کہا:

''تم سچ کہتے ہو لیکن میں تنہا ساری قوم کا کیسے مقابلہ کرسکتا ہوں۔''

ہشام نے کہا:

''تم اکیلے نہیں۔ایک دوسرا آدمی بھی تمہارے ساتھ ہوگا۔''

Marfat.com

پوچھا:

''کون؟''

کہا:

''میں خود حاضر ہوں۔''

مطعم نے کہا:

''ایک تیسرا ساتھی بھی تلاش کرو۔''

ہشام نے کہا:

''وہ تیسرا بھی میں نے ڈھونڈ لیا ہے۔''

پوچھا:

''کون؟''

کہا:

''زہیر بن ابی امیہ۔''

مطعم نے کہا:

''چوتھا آدمی بھی تلاش کرو۔ اس طرح ہم پوری قوت سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں گے۔''

ہشام اس کے پاس سے اٹھ کر ابو البختری بن ہشام کے پاس گیا اور

Marfat.com

اس کے ساتھ بھی وہی گفتگو کی جو مطعم کے ساتھ کی تھی۔

اس نے پوچھا:

''اس معاملہ میں کوئی اور شخص بھی ہماری مدد کرے گا؟''

ہشام نے جواب دیا:

''یقیناً۔''

پوچھا:

''کون؟''

ہشام نے کہا:

''زہیر، مطعم اور میں خود اور تم۔ہم چار آدمی اس مہم کو سر کرنے کے لئے متفق ہیں۔''

ابوالبختری نے کہا:

''ایک پانچواں ساتھی بھی ہونا چاہیے۔''

ہشام وہاں سے سیدھا زمعہ بن الاسود کے پاس گیا اور اس کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کی اور اسے بھی قریبی رشتہ داری کا واسطہ دیا جو اس کی بنوہاشم کے ساتھ تھی۔اس نے بھی پوچھا کہ اس سلسلہ میں کوئی اور شخص بھی ہمارا ساتھ دے گا۔ہشام نے کہا ہاں اور ان اشخاص کے نام گن دیئے جن سے

Marfat.com

پہلے بات ہو چکی تھی۔اور انہوں نے حامی بھری تھی ابن سعد نے ان کے علاوہ عدی بن قیس کے نام کا بھی اضافہ کیا اور حضرت ابوطالب نے سہیل بن بیضاء کا نام بھی اس قصیدہ میں ذکر کیا ہے جو اس کارِخیر میں شریک ہوئے۔

ان میں سے ہشام، زہیر، سہیل، عدی بن قیس کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی رضی اللہ عنہم۔

ان لوگوں نے طے کیا کہ مشورہ کے لئے آج رات حجون کے فلاں گوشہ میں سب اکٹھے ہوں گے چنانچہ مقررہ جگہ پر اس رات یہ سارے صاحبان جمع ہوئے اور انہوں نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ وہ اس ظالمانہ معاہدہ کو کالعدم کر کے رہیں گے۔زہیر نے کہا کہ اس کام کی ابتداء میں کروں گا۔میں کل صبح صحن حرم میں کھڑا ہو کر اس معاہدہ کے بطلان کا اعلان کروں گا۔

صبح ہوئی تو روساء قریش حسب دستور حرم میں اپنی اپنی مجالس میں جا کر بیٹھ گئے لیکن زہیر کی آن شان ہی نرالی تھی۔وہ بڑی آن بان سے حرم میں داخل ہوا اور اس نے آج ایک قیمتی پوشاک زیب تن کی ہوئی تھی۔اس کی چال میں بھی خاص قسم کی تمکنت تھی۔پہلے اس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور بآواز بلند اپنی گفتگو کا آغاز کیا اس نے کہا:

"اے مکہ کے باشندو! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ہم سب تو

Marfat.com

لذیذ کھانے کھائیں، زرق و برق لباس پہنیں اور خاندان ہاشم کے مرد وزن بھوکے مر رہے ہوں۔ نہ ان کے پاس پیٹ بھرنے کے لئے کھانا ہو اور نہ تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا۔ ہم ان کے ہاتھ قیمت لے کر بھی کوئی چیز بیچنے کے لیے تیار نہ ہوں۔"

آخر میں اس نے کہا:

واللہ لا اقعد حتی تشقّ ھٰذہ الصّحیفۃ القاطعۃ الظّالمۃ۔

"بخدا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس قطع رحمی کرنے والی ظالمانہ دستاویز کو پرزے پرزے نہ کر دیا جائے۔"

مسجد کے ایک کونے میں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا اس نے جب زہیر کا یہ اعلان سنا تو غصہ سے پیچ و تاب کھاتا ہوا اٹھا اور گرج کر بولا:

کذبت واللہ لا تشق.

"زہیر! تم جھوٹ کہہ رہے ہو بخدا اس صحیفہ کو ہرگز نہیں پھاڑا جائے گا۔"

Marfat.com

زمعہ بن اسود فوراً کھڑا ہو گیا اس نے ابو جہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"سب سے بڑے جھوٹے تم ہو۔ بخدا اس تحریر میں ہم راضی نہ تھے۔"

اس کی تائید کرتے ہوئے ابوالبختری کڑک کر بولا:

"زمعہ نے سچ کہا ہے جو اس دستاویز میں لکھا گیا ہے نہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں اور نہ اس کو برقرار رہنے دیں گے۔"

مطعم نے کہا:

صدقتما و کذب من قال غیر ذلك۔ نبراء الی اللہ منھا و مما کتب فیھا۔

"اے زمعہ! اور ابوالبختری! تم نے سچ کہا ہے اور اس کے علاوہ جو کہتا ہے وہ جھوٹ بکتا ہے۔"

جو کچھ اس صحیفہ میں لکھا گیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی پرزور تائید کی۔ ابو جہل نے کہا:

"یہ سوچی سمجھی سازش ہے اور اس کے بارے میں رات کو

Marfat.com

فیصلہ کیا گیا ہے۔"

یہ ساری باتیں ہو رہی تھیں حضرت ابو طالب مسجد کے گوشہ میں بیٹھے سن رہے تھے۔ مطعم نے اس صحیفہ کو پکڑ کر پرزہ پرزہ کرنا چاہا۔ دیکھا تو دیمک نے اللہ عز اسمہ کے نام کے بغیر جو کچھ اس میں لکھا گیا تھا اس کا صفایا کر دیا ہے چنانچہ اسے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یوں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے خاندان کو تین سال کے سنگین محاصرہ کے بعد نجات نصیب ہوئی۔

نبوت کے دسویں سال ہجرت سے تین سال پہلے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شعب ابی طالب کی قید تنہائی سے رہائی ملی۔

اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک انچاس سال تھی۔"

صحیفہ پھاڑنے والوں کو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین

ضیاء النبی کی یہ عبارت پڑھئے:

"ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب اس صحیفہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تو حضرت ابو طالب نے ایک قصیدہ لکھا جس میں ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے اس کار خیر کا آغاز کیا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اس قصیدہ کے

Marfat.com

چند شعر آپ بھی سماعت فرمائیں:

الا هل اتی بحرینا صنع ربّنا
علیٰ نایهم والله بالناس ارود

''کیا ہمارے سمندر کا سفر طے کرنے والے مہاجروں کو اس دوری کے باوجود ہمارے رب نے جو کیا ہے انہیں معلوم ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ حلم و بردباری کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔''

فیخبرهم ان الصحیفه مزقت
وان کل مالم یرضه الله مفسد

''اور ان کو یہ اطلاع ملی کہ اس صحیفہ کو پارہ پارہ کر دیا گیا ہے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا وہ فنا ہو جاتی ہے۔''

جزی الله رهطاً بالحجون تتابعوا
علیٰ ملاء یهدی لحزم ویرشد

''اللہ تعالیٰ اس گروہ کو جزائے خیر دے جو حجون کے مقام پر جمع ہوئے اور ایک ایسا فیصلہ کیا جس میں دانائی اور ہدایت تھی۔''

Marfat.com

قضوا ما قضوا فی لیلهم ثم اصبحوا

علی مهل وسائر الناس رقد

''انہوں نے رات کے وقت جو فیصلہ کرنا تھا وہ فیصلہ کیا پھر انہوں نے آرام سے صبح کی جب کہ باقی لوگ سو رہے تھے۔''

هم رجعوا سهل بن بیضاء راضیاً

و سرّ ابوبکر بها و محمد

''وہ لوگ ہیں جنہوں نے سہل بن بیضاء کو راضی کر کے لوٹایا اور حضرت ابوبکر اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسرور کیا۔''

(بحوالہ ضیاء النبی)

کفار کی حضرت ابوطالب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آخری میٹنگ

پیر محمد کرم شاہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابوطالب کے انتقال پر ملال کا ذکر کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر اولین سیرت نگار ابن اسحاق کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

Marfat.com

جب قریش کو آپ کی بیماری کا علم ہوا تو انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ حمزہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما جیسے لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں اور آپ کی دعوت آہستہ آہستہ قریش کے جملہ قبائل میں بھی اپنا اثر دکھا رہی ہے۔ اٹھو سب ابوطالب کے پاس چلیں۔ اب ان کا آخری وقت ہے شائد ان کی کوشش سے ہمارے درمیان اور محمد (فداہ ابی و امی) کے درمیان کچھ مفاہمت ہو جائے۔ کچھ ہم ان کی باتیں مان لیں۔ کچھ وہ ہماری باتیں مان لیں اس طرح ہمیں اس مصیبت سے چھٹکارا مل جائے گا۔ آخر میں انہوں نے اپنے دل کی بات کہہ دی:

فانا واللہ ماناء من ان یبتزونا امرنا۔

”ورنہ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ وہ ہمارا خاتمہ کر کے چھوڑیں گے۔“

یہ طے کرنے کے بعد مکہ کے روساء میں سے عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوجہل بن ہشام۔ امیہ بن خلف۔ ابوسفیان بن حرب اور چند دوسرے آدمی مل کر ابوطالب کے پاس گئے اور بایں الفاظ اپنی حاضری کا

Marfat.com

مدعا بیان کیا۔

اے ابو طالب ! ہمارے دلوں میں آپ کی جو قدر و منزلت ہے اس سے آپ باخبر ہیں اب آپ کی یہ حالت ہے کہ ہم آپ کے بارے میں طرح طرح کے اندیشوں میں مبتلا ہیں ہمارے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان جو نزاع ہے وہ آپ کو بخوبی معلوم ہے ہماری خواہش ہے کہ آپ انہیں بلائیں اور ہماری اور ان کی صلح کرادیں کچھ ہماری باتیں ان سے منوائیں اور کچھ ان کے مطالبات ہمیں ماننے کا حکم دیں تاکہ وہ ہمیں کچھ نہ کہیں اور ہم انہیں کچھ نہ کہیں۔ وہ ہمیں ہمارے حال پر رہنے دیں ہم جانیں اور ہمارے عقائد اور ہم ان کو ان کے حال پر رہنے دیں۔ وہ جانیں اور ان کے نظریات۔

حضرت ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند تیری قوم کے یہ سردار یہاں جمع ہوئے ہیں تاکہ کچھ دو اور کچھ لو کے اصول پر تمہارا جھگڑا

Marfat.com

طے ہو جائے اور آئندہ تم صلح و آشتی سے زندگی بسر کرو۔

اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: اے محترم چچا! انہیں فرمائیں میری صرف ایک بات مان لیں سارے عرب کے بھی یہ مالک بن جائیں گے اور سارا عجم بھی ان کا باج گزار بن جائے گا۔

ابوجہل جھٹ بولا:

''نعم وابيك وعشر كلمات''

تیرے باپ کی قسم ایک بات نہیں آپ ایسی دس باتیں بھی کہیں تو ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کہو:

لا اله الا الله۔ و تخلعون ما تعبدون من دونه

''یعنی عبادت کے لائق کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے بغیر تم جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو ان کو پرے پھینک دو۔''

یہ سن کر ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور کہنے لگے: ''یا محمد!

Marfat.com

يا محمد اتريد ان تجعل الا لهة الها واحدًا؟
ان امرك لعجب

''یعنی تم چاہتے ہو کہ ہم بہت سے خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کو مانیں۔ یہ بڑی عجیب وغریب بات ہے۔''

آپس میں کہنے لگے یہ شخص تمہارا کوئی مطالبہ تسلیم نہیں کرے گا چلو چلیں۔ تم اپنے عقیدہ پر پکے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ یہ کہہ کر وہ لوگ وہاں سے واپس چلے گئے۔

ان کے چلے جانے کے بعد حضرت ابو طالب نے اپنے بھتیجے پر کسی ناراضگی یا ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا، بلکہ کہا:

واللہ یا ابن اخی۔ ما رایتك سالتھم شططاً۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے کہا:

واللہ یا ابن اخی۔ ما رایتك سالتھم شحطًا۔

''یعنی میں نہیں دیکھتا کہ تم نے کسی غلط بات کا ان سے مطالبہ کیا ہے۔''

شطط اور شحط قریب المعنی لفظ ہیں الشطط تباعد عن

Marfat.com

الحق حق سے دور ہو جانا۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

قبولِ اسلام کا مطالبہ ٹھیک مطالبہ

مذکورہ واقعہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے رؤساء سے قبول اسلام کا مطالبہ فرمایا۔ اس پر حضرت ابوطالب فرما رہے ہیں

واللہ یا ابن اخی ما رأیتك سالتھم شططا۔

اے بھتیجے اللہ کی قسم! میں نہیں دیکھتا آپ نے ان سے کسی غلط بات کا مطالبہ کیا ہے۔

مطلب جو مطالبہ فرمایا ہے وہ بالکل بجا اور حق ہے۔

حضرت ابوطالب کی کلمہ طیبہ پر وفات

"آپ کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ان کے بارے میں امید پیدا ہوئی اور انہیں فرمایا:

ای عم! فانت فقلھا۔ استحل لك بھا الشفاعة یوم القیمة۔

"اے چچا! آپ یہ کلمہ کہیئے اس سے قیامت کے دن آپ

Marfat.com

کے لئے میری شفاعت روا ہو جائے گی۔"

انہوں نے جواب دیا:

یا ابن اخی۔ لو لا مخافة السبة علیك وعلی بنی ابیك من بعدی وان تظن قریش انی انما قلتھا جزعاً للموت لقلتھا لا اقولھا الا لاسرك بھا۔

"اے میرے بھتیجے! اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے مرنے کے بعد تمہیں اور تیرے بھائیوں کو لوگ مطعون کریں گے اور قریش یہ گمان کریں گے کہ میں نے یہ کلمہ موت کے ڈر سے پڑھا ہے تو میں ضرور پڑھتا۔ اور میں یہ کلمہ صرف تمہیں خوش کرنے کے لئے پڑھتا۔"

جب موت کا وقت قریب آ گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ اپنے ہونٹ ہلا رہے ہیں۔ انہوں نے کان لگا کر سنا اور عرض کیا:

یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمة التی امرته ان یقولھا۔

Marfat.com

''اے میرے بھتیجے! بخدا! میرے بھائی نے وہی کلمہ پڑھا ہے جس کے پڑھنے کا آپ نے انہیں حکم دیا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لم اسمع۔

''میں نے نہیں سنا۔'' (بحوالہ ضیاء النبی)

حضور ضیاء الامت فرماتے ہیں:

''بعض لوگوں نے اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مقام رفیع پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ حضرت عباس کو جھوٹ سے متہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کی پناہ مانگتے ہیں کہ آپ کی ذات کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں خواہ اسلام سے پہلے ہی ہو۔ کیونکہ خاندان قریش کے سرتاج اور سردار تھے اور ایک عام عربی بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

کیا آپ نے امام بخاری کی وہ روایت نہیں پڑھی جس میں ہرقل نے ابوسفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا تاکہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں چند استفسارات کرے
ابوسفیان کہتا ہے میں نے بہت چاہا کہ آج موقع ہے
میں سچ کے بجائے جھوٹ بولوں تاکہ ہرقل کی عقیدت
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ختم ہو جائے لیکن اس خوف سے میں نے
سچے جواب دیئے کہ کہیں اہل عرب مجھے جھوٹا نہ کہنے لگیں۔
اگر ابوسفیان جیسا آدمی جھوٹ بولنے کی جسارت نہیں کر
سکتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ جیسی ہستی جو ہاشمی خاندان کا
سرتاج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محترم چچا ہے کیا اس کے
بارے میں یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس نے غلط بیانی سے
کام لیا۔" (بحوالہ ضیاء النبی) ۔

حضرت ابوطالب کی سارے قریش کو وصیت

حضور ضیاء الامت کتاب سبل الهدی والرشاد کے حوالے سے اس
ضمن میں جو کچھ لکھتے ہیں وہ من وعن حسب ذیل ہے:
"آپ کی زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ آپ کے قبیلہ
کے سرکردہ لوگ اکٹھے ہیں۔ اس وقت آپ نے ان

Marfat.com

سب کو ایک وصیت کی۔ جس سے آپ کی اولوالعزمی، بالغ نظری حکمت و دانائی کے ساتھ ساتھ آپ کی شان فصاحت وبلاغت کے جلوے بھی نظر آتے ہیں جس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کا لفظی ترجمہ پیش خدمت ہے۔

آپ نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے گروہِ قریش! تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے چن لیا ہے۔ تم سارے عرب کا دل ہو۔ یہ اچھی طرح جان لو کہ تم نے تمام اچھی صفات اپنے اندر جمع کر لی ہیں۔ شرف وعزت کے تمام مدارج تم نے پالئے ہیں انہیں گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے تمہیں دوسری قوموں پر برتری حاصل ہوئی...... میں تمہیں اس مکان (بیت اللہ شریف) کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اسی پر تمہاری معاش کا دارومدار ہے اور اسی سے تمہارا دبدبہ قائم ہے۔ قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا قطعی رحمی سے باز رہنا، کیونکہ صلہ رحمی سے زندگی طویل ہوتی ہے اور دوستوں کی تعداد میں

Marfat.com

اضافہ ہوتا ہے۔ بغاوت سرکشی کو ترک کر دینا کیونکہ اسی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں۔ جو دعوت دے اس کو قبول کرنا سائل کو خالی نہ لوٹانا کیونکہ اسی میں زندگی اور موت کی عزت ہے۔ سچ بولنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا ان خوبیوں کی وجہ سے خواص کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام کے دلوں میں عزت۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بھلائی کرنا۔ کیونکہ سارے قبیلہ قریش میں وہ الامین کے لقب سے ملقب ہے اور سارے اہل عرب اسے الصدیق کہتے ہیں۔ جن خصائل حمیدہ کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے وہ ان تمام کا جامع ہے. بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے مفلسوں اور ناداروں نے دور دراز علاقوں میں رہنے والوں نے۔ کمزور اور ضعیف لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا ہے۔ اس کے دین کی تعظیم کی ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی برکت سے وہ لوگ قریش کے سردار بن گئے ہیں اور قریش کے سردار پیچھے رہ گئے ہیں

Marfat.com

ان کے محلات غیر آباد ہو گئے ہیں۔ عرب کے سارے باشندے ان کے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے ہیں اپنے دلوں کو اس کی محبت وعقیدت کے لئے انہوں نے مخصوص کر دیا ہے اور اپنی زمام قیادت اس کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

اے گروہ قریش! اپنے باپ کے بیٹے کے مددگار اور دوست بن جاؤ۔ جنگوں میں اس کے حامی وناصر بن جاؤ۔ خدا کی قسم جو شخص اس کی راہ پر چلے گا ہدایت پا جائے گا اور جو اس کے دین ہدایت کو قبول کرلے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال بن جائے گا اگر میری زندگی میں کچھ گنجائش ہوتی اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں ساری جنگوں میں اس کی کفایت کرتا اور تمام آلام ومصائب سے اس کا دفاع کرتا۔" (بحوالہ ضیاءالنبی)

اخفائے ایمان کی وجہ

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس نے بھی سرکار دوعالم ﷺ کا کلمہ پڑھا

Marfat.com

علی الاعلان پڑھا اور اس کا اظہار کیا۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کو مخفی کیوں رکھا......؟

جواب یہ ہے کیونکہ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے اخفائے ایمان سے جو فوائد اسلام کو ملے وہ اظہار سے نہ مل سکتے تھے۔

حضرت ابو طالب قریش کے سردار تھے کفار آپ کو اپنا سردار سمجھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایات آپ کے پاس لے کے آتے آپ سمجھا بجھا کر معاملہ رفع دفع کر دیتے۔ لیکن اگر کفار کو علم ہو جاتا کہ حضرت ابو طالب ایمان لا چکے ہیں تو پھر اپنا سردار نہ مانتے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر صحابہ کی طرح حضور پر ایمان لانے والا سمجھ کے مقابلے میں آ جاتے۔ حضرت ابو طالب اپنے ایمان کا اخفاء کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

ضیاء النبی میں موجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر طائف سے واپسی کے ایک واقعہ سے آپ اخفائے ایمان کی وجہ کی اہمیت کا اندازہ بآسانی لگا سکتے ہیں۔

''سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخلہ کے مقام پر رات گزارنے کے بعد مکہ کی تاریک فضاؤں کو جگمگ جگمگ کرنے کے لئے

Marfat.com

پھر حرم خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کا رخ فرماتے ہیں۔ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے نخلہ کے مقام پر کئی روز قیام فرمایا۔

دن بھر کے پاپیادہ سفر کے بعد حضور شام کے وقت غار حرا پر پہنچتے ہیں۔ راستہ میں حضور کے رفیق سفر حضرت زید بن حارثہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! آپ کس طرح مکہ تشریف لے جائیں گے جب کہ وہاں کے لوگ ہمارے خون کے پیاسے ہیں اور انہوں نے ہمیں وہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ان کو یہ خدشہ تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوں گے تو مکہ کے مشرکین پہلے سے بھی زیادہ حضور کو اذیت پہنچائیں گے لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے مخلص ساتھی کو یہ فرماتے ہوئے تسلی دی:

یا زید ان اللہ جاعل لما تری فرجا ومخرجا ان اللہ مظہر دینہ وناصر نبیہ۔

"اے زید! اللہ تعالیٰ اس مشکل کو خود آسان فرما دے گا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غلبہ دے گا اور اپنے نبی

Marfat.com

گئے اس کے باقی فرزند تلواریں حمائل کئے ہوئے اپنے باپ سمیت مطاف میں موجود رہے یہاں تک کہ حضور نے طواف مکمل کیا مطعم کے اس مظاہرہ سے تمام اہل مکہ کو معلوم ہو گیا کہ اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پناہ دے دی ہے۔ یہ سن کر ابو سفیان بعض نے ابو جہل کا نام لیا ہے (ممکن ہے دونوں ہوں) پیچ و تاب کھاتا ہوا مطعم کے پاس پہنچا اور اس سے دریافت کیا مجیر ام تابع اے مطعم تو نے ان کو صرف پناہ دی ہے یا تو نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے اور مسلمان ہو گئے ہو۔ مطعم نے کہا کہ میں نے صرف پناہ دی ہے۔ ابو سفیان نے کہا اذا لا تخف تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ جس کو تو نے پناہ دی ہے اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔"

(بحوالہ ضیاء النبی)

اخفائے ایمان حکمت الٰہیہ

علامہ شیخ محمد ابو زھرہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بیان کرتے ہوئے حضور ضیاء الامت

Marfat.com

لکھتے ہیں:

''علامہ شیخ محمد ابوزہرہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں بڑا لطیف نکتہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

ابوسفیان نے یا ابوجہل نے یہ سوال پوچھ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے اور ان پر ایمان لائے ہو تو جس طرح وہ ہمارے دشمن ہیں تم بھی ہمارے دشمن ہو اور تمہارے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر تم نے ان کا دین قبول نہیں کیا اور ایمان نہیں لائے بلکہ صرف رشتہ داری کی بنا پر ان کو اپنے جوار میں لیا ہے تو پھر تم ہماری ملت کے فرد ہو۔ اس لئے ہم تمہارے جوار کو تسلیم کرتے ہیں۔ شیخ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوطالب نے اس مصلحت کے تحت اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا کیونکہ اگر آپ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیتے تو پھر جس طرح وہ حضور کا دفاع کر رہے تھے وہ نہ کر سکتے۔ کئی عظیم ہستیوں کے مسلمان ہونے کے باوجود بھی کفار کا ظلم

Marfat.com

وستم جاری رہا۔ حضرت ابوطالب اگر اپنے اسلام کا اعلان کر دیتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور دفاع نہ کر سکتے شیخ موصوف کی عبارت ملاحظہ ہو۔

من هذا تعرف حكمة الله تعالى فى ان اباطالب لم يعلن اسلامه مع حمايته للنبى ﷺ اذ انه لو اعلن الاسلام لحاربوه مع من اذوا من اتباع النبى ﷺ الذين لم يرعوا فيهم الا و ذمة۔

''اس سے اللہ تعالیٰ کی اس حکمت کا پتہ چلتا ہے کہ جس کی وجہ سے ابوطالب نے حضور کی حمایت کے باوجود اسلام کا اعلان نہ کیا۔ کیونکہ اگر وہ اسلام کا اعلان کر دیتے تو کفار ان کے ساتھ بھی اسی طرح برسرِپیکار ہو جاتے جس طرح وہ دوسرے حضور کے پیروکاروں کے ساتھ برسرِپیکار تھے اور ان کی ایذارسانی میں انہیں نہ کسی رشتہ داری کا پاس تھا اور نہ کسی وعدہ کا۔'' (بحوالہ ضیاء النبی)

شیخ ابوزہرہ نے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے اخفائے ایمان کو اللہ کی

Marfat.com

حکمت قرار دیا۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کفار مکہ کا انسانیت سوز رویہ

نبی مکرم ﷺ نے جس روز سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت کا آغاز فرمایا قریش نے اسی روز سے دل آزاری اور اذیت رسانی کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن ان کی یہ دل آزاریاں زیادہ تر پھبتیاں کسنے، مذاق اڑانے اور دشنام طرازیوں تک محدود تھیں۔ اگرچہ فقراء صحابہ کو وہ طرح طرح کی بدنی اذیتیں بھی دیتے تھے لیکن سرکار دوعالم کی ذات اقدس پر دست درازی کی جرات شاذونادر ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوطالب کی وفات سے وہ بند بھی ٹوٹ گیا اور ان بدنصیبوں نے اس نبی اقدس واطہر کی ذات پر اپنے مظالم کی حد کر دی۔ جو دن بھر اپنے من موہنے اور محبت بھرے انداز سے انہیں اپنے سچے پروردگار کے حضور باریاب کرنے کے لئے سرگرم رہتا اور رات کی خاموشی میں جب ساری دنیا میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہی ہوتی وہ جاگتا اور اپنے رب کریم کی بارگاہ میں رورو کر ان کی ہدایت کی دعائیں مانگتا تا کہ ان کے دونوں جہاں سنور جائیں۔ عذاب دوزخ سے وہ بچ جائیں اور نعیم فردوس

Marfat.com

کے مستحق قرار پائیں۔

فرط رنج وغم کے باعث چند روز تک حضور خانہ نشین رہے عام طور پر باہر نکلنے سے اجتناب فرماتے لیکن کچھ دنوں کے بعد نبوت کی ذمہ داریوں کے احساس نے میدان عمل میں لاکھڑا کیا اور حسب سابق بڑی گرم جوشی سے لوگوں کو جھوٹے خداؤں کے نرغے سے نکال کر اللہ وحدہ لاشریک کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ مشرکین کو پہلے حضرت ابوطالب کا لحاظ بھی تھا اور خوف بھی۔ جب وہ دار فانی سے رخصت ہو گئے تو انہوں نے جی کھول کر سرورِ عالم وعالمیان ﷺ پر تشدد کا آغاز کر دیا۔ ایک روز حضور گزر رہے تھے ایک کمینہ خصلت انسان نے حضور کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ گیسوئے عنبریں خاک آلودہ ہو گئے اسی حالت میں حضور گھر تشریف لائے۔ آج حضور کے استقبال کے لئے وہ رفیقہ حیات بھی موجود نہ تھی جس کی مسکراہٹ سے غم واندوہ کے اندھیرے چھٹ جاتے تھے۔ گھر میں حضور کی صاحبزادیاں تھیں انہوں نے جب اپنے پدر بزرگوار کو اس حالت میں دیکھا تو صبر نہ کر سکیں شدت غم سے آنکھوں میں آنسو ٹپکنے لگے ایک صاحب زادی صاحبہ پانی بھر کر لائیں۔ حضور کے گیسوئے عنبرین کو دھونا شروع کیا وہ دھو بھی رہی تھیں اور رو بھی رہی تھیں۔ حلم ووقار کے پیکر باپ نے یہ کہہ کر اپنی لخت جگر کو

Marfat.com

تسلی دی:

ای بنیّ لا تبکی فانّ اللّٰہ مانع۔

”اے میری پیاری بچی! مت رو! بے شک اللہ تعالیٰ تیرے باپ کا نگہبان ہے۔“

عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال مازالت قریش کاعین حتیّٰ مات ابوطالب۔

”ہشام اپنے باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش بزدل بنے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے وفات پائی۔“

ابولہب' حکم بن ابوالعاص بن امیہ' عقبہ بن ابی معیط' عدی بن الحمراء اور ابن الاصداء العذری حضور کے پڑوسی تھے۔ حضور کو ستانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ حضور اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے ہوتے تو بکری کی اوجھ حضور پر پھینک دیتے۔ ہانڈی پک رہی ہوتی تو اس میں گندگی ڈال دیتے گھر کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کرتے پھر اسے اٹھا کر حضور کے صحن میں پھینک دیتے۔ حضور ان گندی چیزوں کو لکڑی پر اٹھا کر باہر لاتے اور دروازے پر

Marfat.com

کھڑے ہو کر صرف اتنا فرماتے

یا بنی عبد مناف۔ الیٰ جوار ھذا۔

''اے عبد مناف کی اولاد! تم ہمسائیگی کا حق ایسے ہی ادا کرتے ہو۔ پھر اسے ایک طرف پھینک دیتے۔''

ان میں سے بجز حکم بن ابو العاص کے کسی کو ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اس سے پہلے ہم کئی واقعات لکھ آئے ہیں جن میں سرکار دو عالم ﷺ کو مشرکین مکہ نے جسمانی اذیتیں پہنچائیں یا پہنچانے کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا رعب اور ہیبت طاری کر دی کہ وہ اپنے مذموم ارادوں کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ علامہ ابن کثیر ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وعندی ان غالب ماروی مما تقدم۔ من طرحھم سلا الجزور بین کتفیہ وھو یصلی کما رواہ ابن مسعود وفیہ ان فاطمۃ جاءت فطرحتہ عنہ واقبلت علیھم فشتمتھم ثم لما انصرف رسول اللہ ﷺ دعا علی سبعۃ منھم کما تقدم و کذلک ما اخبر بہ عبداللہ بن عمرو بن العاص من خنقھم لہ

Marfat.com

علیه السلام حنقا شدیدًا حتی حال دونه
ابوبکر الصدیق قائلا: اتقتلون رجلا ان
یقولَ ربی اللّٰه! وکذالك عزم ابی جهل، لعنه
اللّٰه علی ان یطاء علی عنقه وهو یصلی فحیل
بینه وبین ذالك وما اشبه ذلك کان بعد
وفات ابی طالب واللّٰه تعالیٰ اعلم فذکرها
ههنا انسب واشبه۔

"میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اکثر وہ واقعات جیسے غلیظ اوجھ کا حالت نماز میں حضور کے کندھوں پر ڈال دینا پھر فاطمۃ الزھراءؓ کا تشریف لانا اور اس کو اٹھا کر پرے پھینک دینا اور پھر مشرکین کو برا بھلا کہنا۔ اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر کی وہ روایت جس میں کفار کا حضور کا شدت سے گلا مبارک گھونٹنا اور حضرت ابوبکر صدیق کا ان کے درمیان حائل ہونا اور یہ فرمانا تمہیں شرم نہیں آتی تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اس طرح ابوجہل ملعون کا یہ

Marfat.com

عزم کرنا کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام حالت نماز میں ہوں اور سجدہ میں جائیں تو حضور کی گردن مبارک کو اپنے پاؤں سے روندے گا پھر قدرت الٰہی کا اس کے ارادے کو ناکام بنانا۔ ان میں سے اکثر واقعات حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد پیش آئے۔" واللہ اعلم

طبرانی، ابونعیم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے محسوس فرمایا کہ لوگوں کے تیور یکلخت بدل گئے ہیں ان کے رویہ میں شائستگی اور احترام کے بجائے بے مروتی بلکہ سنگ دلی کا مظاہرہ ہونے لگا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی حسرت سے فرمایا:

یا عم ما اسرع ما وجدت فقدك۔

"اے چچا! کتنی جلدی میں تیرے کھو جانے کو محسوس کرنے لگا ہوں۔" (بحوالہ ضیاء النبی)

سرکار کا فرمان ما اسرع ما وجدت فقدك

ما اسرع ما وجدت فقدك۔

Marfat.com

—"اے چچا میں کتنی جلدی آپ کے کھو جانے کو محسوس کرنے لگا ہوں۔"

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی سرکار دو عالم ﷺ کے نزدیک کتنی اہمیت و محبت تھی۔ یہ ہے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی۔

انصاف فرمائیے!

اگر آپ انصاف پسند ہیں۔ تعصب کا پردہ آپ کے دل و دماغ پر نہیں پڑ چکا تو فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں۔

کس جماعت میں دیکھتے ہیں آپ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو؟ وہ جماعت جس کے سرخیل رسول خدا ﷺ ہیں اور آپکے ساتھ حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت امیر حمزہ، حضرت بلال رضی اللہ عنھم وغیرہ ہیں یا اس جماعت میں جس میں ابولہب، ابوجہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ وغیرھم ہیں۔

ہمیں تو حضرت ابوطالب کی ہستی دشمنان اسلام کفار مکہ کے مقابلے

Marfat.com

میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے آہنی دیوار بنی ہوئی نظر آتی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ اس جماعت میں نظر آتے ہیں جو ایمان والوں کی جماعت ہے۔ جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت ہے۔ حق کی خاطر کفر سے اور کفار سے ترک تعلق کرنے والوں کی جماعت ہے۔ دین اسلام کے لئے تکلیفیں، مصیبتیں، اذیتیں جھیلنے والوں کی جماعت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان، مال اولاد عزیز واقارب سے بڑھ کر چاہنے والوں کی جماعت ہے۔ آپ کی حفاظت میں جان کی بازی لگا دینے والوں کی جماعت ہے۔ آپ کی خاطر مشرکین سے ٹکرا جانے والوں کی جماعت ہے۔ آپ کے پیار میں عیش وعشرت کی زندگی کو ٹھوکر مار دینے والوں کی جماعت ہے۔ ہمیں تو آپ اس جماعت میں نہ صرف شامل بلکہ قیادت وسیادت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ بعد از وفات

غور فرمائیے جس طرح اللہ کے نبی اپنے شفیق ومہربان چچا حضرت ابوطالب کا ذکر ان کی وفات کے بعد فرماتے رہے، کیا کسی کافر کا ذکر ایسے کیا جاتا ہے۔

حضور ضیاء الامت لکھتے ہیں:

''عہد نبوت میں بھی ایک مرتبہ شدید قحط پڑا۔ ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ!'' یا رسول اللہ: هلكنا وهلكت مواشينا''

''خشک سالی کے باعث ہم بھی ہلاک ہو گئے اور ہمارے مویشی بھی ہلاک ہو گئے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اس سے بیشتر کے دست مبارک نیچے آتے بارش شروع ہو گئی اور اس کی بوندیں ریش مبارک کو تر کر کے نیچے ٹپکنے لگیں۔ پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی دوسرے جمعہ کو پھر اسی اعرابی نے یا

Marfat.com

کسی دوسرے بدو نے بارش کی کثرت سے ہلاک ہونے کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا اور بادل پھٹ گئے۔ بارش رک گئی۔

وضحك رسول الله ﷺ حتی بدت نواجذه ثم قال لله درّ ابی طالبْ لو کان حیّا لقرت عيناه من ينشدنا قوله

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا:

''اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی کون ہے جوان کا شعر سنائے؟''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی:

کانك تريد قوله وابيض يستسقى الغمام بوجهه الخ ثمال اليتمىٰ اليتامى وعصمة للارامل۔

''ان کی رنگت سفید ہے ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ ہیں اور

Marfat.com

بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔"

يلوذ به الهلاك من ال هاشم فهو عنده فی نعمة وفواضل

"خاندان ہاشم کے مکیں ہلاک ہونے سے اس کے دامن کرم میں پناہ لیتے ہیں۔ پس وہ لوگ آپ کے ہر قسم کے انعامات اور احسانات سے مالا مال کر دیئے جاتے ہیں۔"

ازروئے انصاف مجھے بتائیے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات آپؐ کی عظمتیں اور شان دیکھ کر کفار کی آنکھیں ٹھنڈی ہوا کرتی ہیں؟

- جب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا تو یہ منظر دیکھ کر ابوجہل کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی تھیں؟
- جب اس لعین کی مٹھی میں موجود کنکریوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر کلمہ شہادت پڑھا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئی تھیں؟
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صبحِ معراج واقعہ معراج کا ذکر فرمایا تو آپ کے اس عظیم معجزے کا ذکر سن کے کافروں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں؟

ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو حسد کی آگ میں جل بھن جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کو جادو کہہ دیتے تھے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمتیں رفعتیں اور کمالات دیکھ کر خوشی سے جھوم جانے والے اہل ایمان ہی تھے جو آپؐ پر ایمان لانے والے تھے۔ آپ کا کلمہ پڑھنے والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جان و دل نثار کرنے والے تھے۔

یہ حضرت ابو طالب ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکراتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ آج ابو طالب زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔

ایمان ابی طالب اور حضور ضیاء الامت

ایمان ابی طالب پر حضور ضیاء الامت اپنا موقف اس طرح پیش فرما رہے ہیں:

> ''حضرت ابو طالب نے عمر بھر اپنی جان سے عزیز بھتیجے کی خدمات جس وفاشعاری سے انجام دیں اس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی ملنی مشکل ہے۔ اعلان نبوت کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جن خارہ گداز مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا ان میں آپؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ ساری قوم کی مخالفت اور عداوت مول لی لیکن

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفاقت سے منہ نہیں موڑا۔ اپنا اثرورسوخ اپنا مال ومتاع۔ اپنے اہل وعیال سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دفاع کے لئے وقف کر دیا۔ شعب ابی طالب کی طویل اور روح فرسا تنہائی میں۔ ساری مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ہر قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا ہر نازک سے نازک مرحلہ پر دشمنوں کے ہر وار کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے اپنے خطبات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدحت سرائی کرتے رہے۔ طویل قصیدے لکھے جن میں آج بھی ہاشمی ومطلبی فصاحت کے انوار دمک رہے ہیں۔ ان قصائد میں ایسے اشعار موزوں کئے جنہوں نے بلغاء عرب اور فصحاء حجاز کو دم بخود کر دیا ان تمام قصائد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف وتوصیف کے ایسے سچے موتی پروئے جن کی چمک کے سامنے آسمان کے ستارے خجل ہیں۔ محبت وعقیدت کے پھولوں سے ایسے گلدستے تیار کئے جن کی مہک سے آج بھی مشام جان معطر ہو رہی ہے۔ جن کی نظر افروز رنگت آج بھی آنکھوں کو ضیاء بخش رہی ہے۔ ان

Marfat.com

کے سارے کلام میں کہیں بت پرستی اور بت پرستوں کی ستائش نام کی کوئی چیز نہیں۔ وہ اپنی عملی زندگی میں اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے سامنے ہمیشہ ایک چٹان بن کر کھڑے رہے۔ جب آپ بستر مرگ پر پیکر اجل کا انتظار کر رہے تھے اہل مکہ کا وفد حاضر ہو کر گزارش کرتا ہے کہ ہمارے درمیان اور اپنے بھتیجے کے درمیان مصالحت کرا دیجئے۔ مصالحت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں کلمہ شہادت پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں وہ برافروختہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس دعوت کے بارے میں اپنی زندگی کے آخری لمحات میں یوں اظہار فرماتے ہیں:

واللہ ما رایتك سالتھم شططاً۔

''اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے کسی غلط بات کا مطالبہ کیا ہے۔''

اور دم واپسیں سے پہلے اپنے قبیلہ کے افراد کو جو آپ نے آخری وصیت کی اس کا مطالعہ ابھی آپ کر چکے ہیں

Marfat.com

صرف اس جملہ پر ایک نظر ڈال لیجیے:

یا معشر قریش! ابن ابیك، کونوا له ولاۃ ولحربه حماۃ واللہ لا یسئلك احد منکم سبیله الا رشد ولا یاخذ احد بهدیه الا سعد۔

''اے گروہ قریش! یہ تمہارے باپ کے بیٹے ہیں ان کے دوست بن جاؤ۔ جنگوں میں ان کے حامی بن جاؤ۔ بخدا تم میں سے جو شخص ان کے راستہ پر چلے گا ہدایت پائے گا اور جو شخص ان کی ہدایت کو قبول کرے گا وہ سعادت مند ہو جائے گا۔''

اس کے بعد آپ کے بے شمار اشعار میں سے مندرجہ ذیل چند شعر پڑھیئے، کہنے والے کے ایمان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ کو آسانی ہو گی۔

الم تعلموا انا وجدنا محمدًا
نبیا کموسی خط فی اول الکتب

''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمد ﷺ کو موسیٰ کی طرح نبی

Marfat.com

پایا ہے اور یہ بات پہلی کتابوں میں لکھی گئی تھی۔''

فلسنا ورب البيت نسلم احمدا

لعزا من عض الزمان ولا كرب

''اس گھر کے رب کی قسم! ہم وہ لوگ نہیں ہیں کہ احمد کو
تمہارے حوالے کر دیں زمانے کی شدتوں اور تکلیفوں
سے تنگ آ کر۔''

ایک اور قصیدہ میں شانِ محمدی کو یوں اپنی کوثر و سلسبیل سے دھلی ہوئی زبان میں بیان فرماتے ہیں:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثمال اليتامى وعصمة للارامل

''وہ روشن چہرے والے جن کے چہرے کے وسیلہ سے
بادل طلب کیا جاتا ہے جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی
آبرو ہے۔''

وہ ہستی جس کا کردار اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں یہ تھا اور جس کا منظوم کلام اس قسم کے درہائے شہوار سے بھرا ہوا ہے ایسی ہستی پر کفر و شرک کا الزام لگانا بڑا

Marfat.com

کٹھن کام ہے۔

علامتہ العصر امام محمد ابوزہرہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی سیرت کی نادرہ روزگار کتاب ''خاتم النبیین'' میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔میں ان کی تصنیف لطیف کے ایک اقتباس کا ترجمہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں شائد اس موضوع پر شک وشبہ کی جو گرد پڑی ہوئی ہے وہ چھٹ جائے اور حقیقت کا رخِ زیبا بے حجاب ہو جائے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کرنے کے بعد اس کا خلاصہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

اس بحث سے ہم تین نتائج تک پہنچتے ہیں ان میں سے دو مسلمہ ہیں اور تیسرا محل نظر ہے۔ پہلا نتیجہ تو یہ ہے کہ ابوطالب اسلام کے حامی تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا دفاع کیا کرتے تھے اپنے اشعار میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی جو مدح وثنا کی ہے ذات رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جس محبت اور پیار اور شفقت کا اظہار کیا ہے اور مخالفت

Marfat.com

کی کتب بیانیوں کی جس شدومد سے تردید کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق ہیں۔ راشد ہیں یعنی حضور سچے ہیں اور راہ ہدایت پر ہیں۔

دوسرا اسلمہ نتیجہ ہے کہ جب موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مطالبہ کی صفائی پیش کی کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین مکہ سے کیا تھا اور دعوت محمدی کے بعد یہ کہیں معلوم نہیں کہ آپ نے بتوں کی توصیف کی ہو۔ ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں اذیتیں برداشت کرتے رہے۔ اس کے ساتھ اس پاکیزہ محبت اور اس شفقت ظاہرہ کو بھی ملحوظ رکھتے جو انہیں ذات پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی۔

تیسرا نتیجہ جو محل نظر ہے وہ یہ ہے کہ کیا آپ نے اپنی زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ بے شک ایک روایت ایسی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی زبان سے یہ کلمہ پڑھا اور یہ وہی روایت

Marfat.com

ہے جس کے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔

بعض لوگوں نے اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مقام رفیع پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جھوٹ سے متہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کی پناہ مانگتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں خواہ اسلام سے پہلے ہی ہو۔ کیونکہ خاندان قریش کے سرتاج اور سردار تھے اور ایک عام عربی بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

کیا آپ نے امام بخاری کی وہ روایت نہیں پڑھی جس میں ہرقل نے ابوسفیان کو اپنے دربار میں طلب کیا تاکہ حضور ﷺ کے بارے میں چند استفسارات کرے ابوسفیان کہتا ہے میں نے بہت چاہا کہ آج موقع ہے میں سچ کے بجائے جھوٹ بولوں تاکہ ہرقل کی عقیدت حضور سے ختم ہو جائے لیکن اس خوف سے میں نے سچے جواب دیئے کہ کہیں اہل عرب مجھے جھوٹا نہ کہنے لگیں۔ اگر ابوسفیان

Marfat.com

جیسا آدمی جھوٹ بولنے کی جسارت نہیں کرسکتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ جیسی ہستی جو ہاشمی خاندان کا سرتاج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محترم چچا ہے کیا اس کے بارے میں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا۔

امام ابوزہرہ یہاں علامہ ابن کثیر کی ایک رائے نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں:

وھو فی ھذا کلہ یعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق راشد ولکن مع ھذا لم یؤمن قلبہ وفرق بین علم القلب وتصدیقہ

''ابوطالب ان تمام امور میں یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق ہیں۔ راشد ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا دل ایمان نہیں لایا تھا اور دل کے جاننے اور ماننے میں فرق ہے۔

علامہ ابن کثیر کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابوزہرہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

گویا ابن کثیر ابو طالب کے علم کو یہودیوں کے علم کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں یعرفونه کما یعرفون ابناء هم کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی اجازت چاہتا ہوں کہ حافظ ابن کثیر کے اس خیال کی مخالفت کروں اور یہودیوں کے علم کو جس طرح انہوں نے حضرت ابو طالب پر منطبق کیا ہے اس کی تردید کروں۔

میں کہتا ہوں کہ ابو طالب کے علم میں اور یہود کے علم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ابو طالب کا علم ایسا ہے جس کے ساتھ تصدیق اور یقین پایا جاتا ہے اور آپ کی ساری زندگی اور آپ کے سارے قصیدے اس بات کی تائید کرتے ہیں اس لئے میں یہ کہتا ہوں۔

انه لا یمکن ان یکون مشر کاقط۔

''کہ حضرت ابو طالب کا مشرک ہونا ممکن نہیں''۔

Marfat.com

اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ آپ نے قریش کے اقوال کو مسترد کیا اور دعوت توحید کی تائید کی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ نے ساری عمر توحید اور اہل توحید کا دفاع کیا اور اس راستہ میں جتنی اذیتیں مسلمانوں نے برداشت کیں اتنی اذیتیں ابوطالب نے بھی برداشت کیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صراحت سے یہ کہا کہ محمد ﷺ صادق اور راشد ہیں اور اس بحث کے آخری پیرا میں فرماتے ہیں۔

اب تک ہم نے جو لکھا ہے اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ آپ ہرگز مشرک نہ تھے کیونکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو بتوں کی عبادت کرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے اور آپ کی ساری زندگی اس بات کی شاہد عادل ہے کہ آپ بتوں اور ان کی پرستش کو باطل اور لغو سمجھتے تھے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ هو العلیم بذات الصدور وما تخفی الانفس۔

لیکن اگر کسی کے نزدیک دوسری روایتیں اس روایت

Marfat.com

سے زیادہ قابلِ اعتبار ہوں تب بھی اسے آپ کے حق میں کوئی ناشائستہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ آپ کی بے نظیر خدمات کا یہ معاوضہ ہماری طرف سے نہیں دیا جانا چاہیے کہ ہم منبروں پر کھڑے ہو کر اپنا سارا زورِ بیان ان کو کافر ثابت کرنے اور ان کو کافر کہنے اور کہتے چلے جانے پر ہی صرف کرتے رہیں اس سے بڑھ کر ناشکری اور احسان فراموشی کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

مسئلة اسلامه خلافية...ثم انه على القول بعدم اسلامه لاينبغي سبّة التكلّم في بفضول الكلام فانّ ذلك ممّايتاذي به العلويون۔ بل لا يبعد ان يكون ممّا يتاذي به النبي ﷺ الذي نطقت الاية بناء على هذه الروايات بحبه اياه والاحتياط لا يخفى على ذي فهم لاجل عين الف عين تكرم

''حضرت ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی مسئلہ ہے اور

Marfat.com

جو لوگ آپ کے ایمان کے قائل نہیں انہیں بھی یہ مناسب نہیں کہ اپنی زبان پر کوئی ناروا جملہ لے آئیں کیونکہ اس سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو اذیت پہنچتی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دل مبارک بھی رنجیدہ ہوتا ہو۔ ہر عقل مند آدمی جانتا ہے کہ ایسے نازک مقامات پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔"

(بحوالہ ضیاء النبی)

یہاں میں ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس بات سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیت پہنچے اس سے صرف اولاد علی رضی اللہ عنہ کو ہی نہیں بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر وفادار کو اذیت پہنچتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ محبوب خدا ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیت دینا اللہ پاک کو اذیت دینا ہے اور اللہ پاک فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب)

"بے شک وہ لوگ جو اذیت دیتے ہیں اللہ اور اس کے

Marfat.com

رسول کو لعنت فرمائی ہے اللہ نے ان پر دنیا وآخرت میں اور تیار فرمایا ہے ان کے لئے دردناک عذاب۔"

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کس قدر پیار کرتے تھے اپنے آقا سے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی محبت فرماتے تھے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ سے اس پر آج تک کوئی دورائے نہیں ملتی۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے اپنی جان مال آل اولاد سے بڑھ کے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و شفقت فرمائی۔

صاحب اخلاق لوگ محبت کا جواب محبت سے دیتے ہیں اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے صاحب اخلاق۔ تاریخ گواہ ہے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی محبت کا جواب ہمیشہ محبت سے ہی دیا۔ ہمیشہ محبت سے ہی آپ کا ذکر فرمایا۔

ملاحظہ فرمایئے

بارہ برس کی عمر میں جب حضرت ابوطالبؓ شام کا سفر فرمانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ چچا جان مجھے کس کے پاس چھوڑ کے جارہے ہیں۔ میرا نہ باپ ہے نہ ماں۔

Marfat.com

☆ قحط پڑ جاتا تو حضرت ابوطالب آپ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں۔

☆ تبلیغ اسلام کا آغاز کیا تو مکمل حمایت کا یقین دلایا بھتیجے آپ کا جو جی چاہے کیجئے جب تک میں زندہ ہوں کوئی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔

☆ جب دیکھا کفار حضور کی جان لینا چاہتے ہیں تو سارے خاندان سمیت گھربار عیش وآرام کی زندگی کو الوداع کہہ کے تین سال کا عرصہ ایک گھاٹی کے اندر گزار دیا جہاں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے رہے۔

☆ دشمنان رسول کے سامنے اعلان فرمایا:

کذبت وبیت اللہ نبزی محمدا۔ ولمّا نطاعن حوله وننافل۔

''اللہ کے گھر کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم محمد کو چھوڑ دیں گے۔ جب تک ہم اس کے دشمنوں کو اپنے نیزوں سے گھائل نہیں کریں گے اور ان سے جنگ نہیں کریں گے۔''

و نسلمه حتی نصرع حوله ونذهل عن ابناءنا والحلائل۔

Marfat.com

"اور اللہ کے گھر کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو ہم حضور کو تمہارے حوالے کر دیں گے جب تک ہماری لاشیں اس کے ارد گرد پڑی ہوئی نہ ہوں۔ ہم اپنے بچوں اور بیویوں سے بھی ان کے لئے بے پرواہ ہو جائیں گے۔"

☆ بوقت وفات قریش کو وصیت فرماتے ہیں:

یا معشر قریش، ابن ابیك كونواله ولاة ولحربه حماة والله لايسئلك احد منكم سبيله الا رشد ولا ياخذ احد بهديه الاسعد۔

"اے گروہِ قریش! یہ تمہارے باپ کے بیٹے ہیں۔ ان کے دوست بن جاؤ جنگوں میں ان کے حامی بن جاؤ۔ بخدا تم میں سے جو شخص ان کے راستہ پر چلے گا ہدایت پائے گا اور جو شخص ان کی ہدایت کو قبول کرے گا وہ سعادت مند ہو جائے گا۔"

کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود سنتے ہیں۔

☆ آپ کی وفات کے بعد جب کفار حضور ﷺ پر مظالم ڈھاتے ہیں تو

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں:

یا عم ما اسرع ما وجدت فقدك۔

"اے چچا جان کتنی جلدی میں آپ کے چلے جانے کو محسوس کرنے لگا ہوں۔"

☆ حضرت ابو طالب کی وفات کے سالوں بعد جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے قحط سالی میں ہر طرف بارش ہی بارش ہو جاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ آج میرے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو میری شان دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔

میں اپنی کتاب کے ہر قاری سے پرسنلی طور پر مخاطب ہوں۔ قرآن پاک کا واضح اعلان ہے کل نفس ذائقة الموت ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ہر ایک نے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔ پھر ایک ایک بات کے لئے جوابدہ ہونا ہے۔ اپنے اعمال' اپنے عقائد اپنی کہی ہوئی اور لکھی ہوئی باتوں کا۔

وہاں یہ عذر ہر گز تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ فلاں صاحب نے یوں فرمایا یا لکھا تھا اس لیے میں نے یہ عقیدہ قائم کر لیا یا ایسا کہہ دیا۔ سو ہر کوئی اپنی باتوں کا خود جوابدہ ہوگا۔ بصد ادب میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ جب سرکار دو

Marfat.com

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر آج میرے چچا زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں فرض کریں آپ بھی سرکار کے سامعین میں موجود ہوتے اور باہر نکل کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں باتیں کرنے لگ جاتے کہ:

''اوجی وہ تو ایمان ہی نہیں لائے، وہ تو جہنمی ہیں۔ ان کے حق میں تو دعا سے بھی روک دیا گیا تھا' وہ تو ابولہب سے بھی پرے ہیں۔'' (العیاذ باللہ)

اور آپ کے اس پروپیگنڈے کی خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوتی تو کیا وہ اپنے شفیق ومہربان محب ومحبوب چچا جان کے بارے میں ایسی ناروا باتیں سن کر آپ کو مبارکباد پیش کرتے؟ اور آپ کے اس عمل کو تبلیغ دین اور خدمت دین قرار دیتے؟

یقیناً آپ کا یہ عمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ کرتا۔

اور اگر آج بھی کوئی نادان اس راہ پر چل نکلا ہے تو وہ اسے خدمت دین تصور نہ کرے بلکہ سوچے کہ کہیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دے کر ان آیات کا مستحق تو نہیں بن رہا ہے۔

Marfat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب)

"بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں لعنت فرمائی ہے اللہ نے ان پر دنیا وآخرت میں اور تیار فرمایا ہے ان کے لئے دردناک عذاب۔"

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾ (الاحزاب)

"اور (وہ لوگ) جو اذیت دیتے ہیں مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر اس کے جو انہوں نے کیا وہ بہتان لگاتے ہیں اور کرتے ہیں کھلا گناہ"

خوارج کا طرزِ عمل

خوارج کا یہ طریقہ کار رہا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک گھرانے پہ مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے انہیں میدان جنگ میں لے

Marfat.com

آئے ان پر تلواریں نکال لیں، تیر برساتے رہے، جنگوں میں الجھائے رکھا، منبروں پر اہلبیت کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہے۔ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا۔ اہل جنت کے سردار سرکار کے دو پھول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جواں سال بیٹے حضرت علی اکبر کے جسم اطہر کو تیروں، نیزوں سے چھلنی کر کے شہید کیا، چھ ماہ کے حضرت علی اصغر کو تیر کے وار سے شہید کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بھانجوں عون و محمد کو شہید کیا۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ان کے ننھے صاحبزادوں کو شہید کیا۔ حضرت عباس علمدار کو بے دردی سے شہید کیا پھر ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے۔ حضرت امام حسین پاک رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کو نیزے پہ لٹکا کے کوفہ کے گلی بازاروں میں گھمایا اور پھر اہلبیت اطہار کے نام لیواؤں، ان سے پیار کرنے والوں پر مظالم ڈھاتے رہے۔ ان ظالموں کو تو اعلیٰ درجے کا مومن بتاتے ہیں۔ ان کی عظمت و شان کے خطبے دیتے ہیں۔

اور وہ ہستی جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کی حفاظت کی خاطر تن من دھن کی بازی لگا دی۔ سارے قبیلے سے ٹکر لے لی کفار کے مقابلے میں

Marfat.com

حضور پاک ﷺ کے سامنے آڑ بن کر کھڑے ہو گئے ایک دو دن نہیں تین سال تک آپ ﷺ کی خاطر قید کاٹی جہاں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے رہے انہیں نعوذ باللہ مشرک کہتے ہیں استغفر اللہ۔

قل لا اسئلکم ...... کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ میری قرابت داری کا حق ادا کرو۔ بتائیے قرابت داری کا حق حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے ادا کیا جنہوں نے کفار کے سامنے اعلان کیا کہ ہم محمد ﷺ کو ہر گز تمہارے حوالے نہیں کریں گے جب تک ہماری لاشیں ان کے ارد گرد نہیں پڑی ہوں گی اور اپنے اس اعلان پر ڈٹے رہے۔ تب حضور ﷺ کی محافظت فرمائی جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی اسلام کا حامی و مددگار نہ تھا جب کہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا خاتون تھیں اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بچے، یا قرابت داری کا حق انہوں نے ادا کیا جنہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد اہلبیت اطہار پر تلواریں نکال لیں اور سوائے امام زین العابدین کے ہر بڑے چھوٹے جوان، بچے کو شہید کر ڈالا۔

❀❀❀

Marfat.com

احتیاط کا مقام

حضرت ابوطالبؓ کا ایمان کس درجے کا ہے ان کا رب اور ان کے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بخوبی جانتے ہیں اور عنقریب بروز محشر باقی سب بھی جان لیں گے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ محب ومحبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ایمان کے بارے میں ناروا گفتگو نہ کی جائے۔ ان کے ایمان کو تولتے تولتے کہیں اپنے ایمان سے ہی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

واللہ اعلم بالصواب

غلام حسن ہاشمی

فاضل

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ

بھیرہ شریف

Marfat.com

نایاب درود وسلام کا مجموعہ

أنوار الحق

فی الصلاۃ علی سیّد الخلق

سیّدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف:

عارفِ کامل حضرت عبد المقصود محمد سالم رحمۃ اللہ علیہ

قاہرہ (مصر)

تعارف، ترجمہ اور اضافے

نذیر نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954 - 042-37248657

Email:zaviapublishers@gmail.com

Marfat.com